2019

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ۙ۱ الَّذِیْنَ هُمْ فِیْ صَلَاتِهِمْ
خٰشِعُوْنَ ۝ۙ۲ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝۳ وَالَّذِیْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْ
وَالَّذِیْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ۙ۵ اِلَّا عَلٰۤى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ
اَیْمَانُهُمْ غَیْرُ مَلُوْمِیْنَ ۝ۚ۶ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْعٰدُوْ
وَالَّذِیْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَعَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ۙ۸ وَالَّذِیْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ
یُحَافِظُوْنَ ۝۹ اُولٰٓىِٕكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ۙ۱۰ الَّذِیْنَ یَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ ؕ هُمْ فِیْهَا
خٰلِدُوْنَ ۝۱۱

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا ۝ بے شک مراد کو پہنچے ایمان والے ✶
جو اپنی نماز میں گڑگڑاتے ہیں ✶ اور وہ جو کسی بیہودہ بات کی طرف التفات نہیں کرتے ✶
اور وہ کہ زکوٰۃ دینے کا کام کرتے ہیں ✶ اور وہ اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں ✶
مگر اپنی بیبیوں یا شرعی باندیوں پر جو ان کے ہاتھ کی ملک ہیں کہ ان پر کوئی ملامت نہیں ✶
تو جو ان دو کے سوا کچھ اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں ✶ اور وہ جو اپنی امانتوں اور
اپنے عہد کی رعایت کرتے ہیں ✶ اور وہ جو اپنی نمازوں کی نگہبانی کرتے ہیں ✶ یہی لوگ وارث
ہیں ✶ کہ فردوس کی میراث پائیں گے ✶ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے ✶

(۲۳/۱ تا ۱۱ ✶ ت : ک)

۱۔ فلاح کسی جزوی اور ادھوری کامیابی کا نام نہیں بلکہ یہ لفظ دنیا و آخرت میں مکمل کامیابی پر دلالت کرتا ہے۔ تاج العروس میں یہ مرقوم ہے کہ ساری لغت عرب میں لفظ فلاح سے جامع کوئی اور لفظ نہیں جو دنیا اور آخرت کی بھلائیوں کو اپنے دامن میں سمیٹے ہوئے ہو

۲۔ نماز میں خشوع کا یہ مطلب ہے کہ انسان اپنی ساری توجہ نماز پر مرکوز کر دے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز سے منہ پھیر لے اور وہ اپنی زبان سے جو تلاوت کرتا ہے ذکر کرتا ہے ان کے معانی میں غور و تدبر کرے اس کے علاوہ اس کے ظاہر میں آداب بھی ہیں (ان کی پوری پابندی کرے) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

2020

۸۔ "جو ان دو کے سوا کچھ اور چاہے وہی حد سے بڑھنے والے ہیں" ...... کے موجب حد سے تجاوز کرنے والا ہے، اس کی ایک اور دلیل حضرت انس بن مالکؓ سے مروی وہ حدیث ہے جسے امام حسن بن عرفہ نے اپنے مشہور جزء میں وارد کیا ہے۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "سات قسم کے لوگ ایسے ہیں جن کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نظر رحمت فرمائے گا، نہ انہیں پاک کرے گا اور نہ ہی عالموں کے ساتھ انہیں جمع کرے گا اور انہیں سب سے پہلے جہنم میں جانے والوں کے ساتھ جہنم میں داخل کرے گا، سوائے ان کے جو توبہ کر لیں اور جو شخص توبہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر نظر کرم فرماتا ہے۔ مشت زنی کرنے والا، اغلام بازی کرنے اور کروانے والا، شراب کا رسیا، اپنے والدین کو مارنے والا حتیٰ کہ وہ فریاد اور چیخ و پکار کرنے لگیں، اپنے پڑوسیوں کو اذیت دینے والا یہاں تک کہ وہ اس پر لعنت بھیجنے لگیں اور اپنے پڑوسی کی بیوی سے بدکاری کرنے والا۔ یہ حدیث غریب ہے اس کا ایک راوی مجہول ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

۹۔ وہ جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں یعنی ہمیشہ وقت پر شرائط و مستحبات کے ساتھ ادا کرتے ہیں ان ساتوں باتوں کے عمل میں لانے والے کے لئے اس نے اپنے فضل سے جنت میں آخری درجہ کی اعلیٰ جنت کا وعدہ دیا۔ (تفسیر حقانی)

۱۰۔ ایسے ہی لوگ وارث ہونے والے ہیں اور یہی جنت کے وارث ہوں گے جو اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کا اصل مقام ہے اور یہ لوگ جنت میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے نہ وہاں موت آئے گی اور نہ یہ لوگ وہاں سے نکالے جائیں گے۔ (تفسیر ابن کثیر۔ احمد)

۱۱۔ وہ لوگ جس شے کے وارث بنیں گے وہ جنۃ الفردوس ہے پہلے وراثت کو مطلقاً اور ابہام کے طور پر ذکر فرمایا اس کے بعد اس کی تفسیر فرمائی اس سے اس کی عظمت اور بزرگی کا اظہار مطلوب ہے "ھم فیھا" ضمیر ھا کا مرجع فردوس ہے اس معنی کہ وہ جنت کا نام ہے یا وہ جو ہے کہ طبقہ علیا ہے اسی بنا پر اس کے لئے مونث کی ضمیر موزوں ہوئی۔ دراصل وہ ایک باغ ہے جو جملہ ثمرات پر مشتمل ہے "خلدون" خلود دراصل اس شے کو کہا جاتا ہے جسے فساد عارض نہ ہو اور اسی حالت پر قائم رہے جس حالت پر اسے ابتداءً بنایا گیا اور بہشت میں خلود کا مطلب یہی ہے کہ بہشت کی جملہ اشیاء جس حالت میں پیدا کی گئیں وہ اسی حالت پر ہمیشہ رہیں گی ان میں تغیر و تبدل اور فساد عارض نہ ہوگا۔ (روح البیان)

لغوی اشارے ☆ **افلح**: وہ جیت گیا، وہ مراد کو پہنچا۔ افلاح سے جس کے معنی کامیابی اور مقصد وری کے ہیں △ **خاشعون**: زاری کرنے والے، عاجزی کرنے والے خشوع سے △ **معرضون**: رخ گردانی کرنے والے، منہ موڑنے والے اعراض سے △ **ملکت**: مالک ہوں، ملک میں ہوں △ **عادون**: حد سے گزرنے والے، حد سے بڑھنے والے △ **راعون**: نبھانے والے، رعایت کرنے والے △ (ل ق)

2021

(الحیاء) ایک شخص کو نماز میں داڑھی کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: "اگر اس شخص کے دل میں عجز و نیاز ہوتا تو اس کے ظاہری اعضا

۳۔ لغو سے مراد ہر وہ قول اور عمل ہے جو فضول اور بے فائدہ ہو۔ مومن
کا تو ہر لمحہ بڑا قیمتی ہے۔ اس کو فرصت ہی کہاں کہ وہ بے کار اور فضول کاموں میں شرکت کر سکے۔ علماء نے
تصریح کی ہے کہ ایسی سیر و تفریح جو جسمانی صحت یا روح و قلب کی تازگی کا باعث ہو وہ اس میں داخل نہیں۔
مومنوں کے لفظ سے اس امر کی طرف اشارہ کر دیا کہ لغویات کا ارتکاب تو کجا مومن تو ان کا ارادہ بھی نہیں کرتے۔

۴۔ زکوٰۃ سے مراد اپنے مال سے مقررہ شرح کے مطابق حصہ نکال کر قرآن کریم میں بیان شدہ مصرفوں پر
خرچ کرنا۔ اب آیت کا معنی یہ ہوگا کہ وہ مومن غنی ہیں جو اللہ کے دیے ہوئے رزق سے اس کے حکم کے مطابق
زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔ لیکن بعض نے یہاں لفظ زکوٰۃ سے اس کا لغوی معنی (پاکیزگی) مراد لیا ہے۔ گویا مومن
ایسے اعمال صالحہ کرتے ہیں جو روح و قلب کے تزکیہ کا باعث بنتے ہیں اور وہ ایسی آلائشوں سے اپنے آپ کو
پاک رکھتے ہیں جن سے دل کا آئینہ غبار آلود ہو جاتا ہے اور روح کی پاکیزگی مکدر ہو جاتی ہے (ضیاء القرآن)

۵۔ اور جو (تمام عورتوں سے) اپنی شرم گاہوں کی حفاظت رکھنے والے ہیں سوائے اپنی بیویوں کے اور اپنی
(شرعی) باندیوں کے کیونکہ (بیویوں اور اپنی باندیوں سے شرم گاہوں کی حفاظت نہ کرنے پر) ان پر کوئی
الزام قائم نہیں کیا جائے گا۔

۶۔ ما ملکت ایمانھم سے صرف باندیاں مراد ہیں کیونکہ عورتوں کو کم عقلی کی وجہ سے بے عقل چیزوں
کے حکم میں داخل سمجھا جاتا ہے اس لئے مونث کی ضمیر بے عقل چیزوں کی طرف راجع کر دی جاتی ہے
پس لفظ ما کا اس جگہ ذکر کرنا دلالت کر رہا ہے کہ اس سے باندیاں مراد ہیں غلام مراد نہیں
ہیں خلاصہ یہ کہ عورتوں کے لئے اپنے غلاموں سے قربت ناجائز ہے اور آیت سے اس کا جواز مستفاد
نہیں ہوتا

۷۔ "پھر جو اس کے علاوہ اور جگہ شہوت رانی کے طلب گار ہوں گے تو وہ حد شرعی سے نکلنے والے ہیں"
العادون یعنی ظلم، زنا یا زیادتی میں کامل ہیں حلال سے حرام کی طرف تجاوز کرنے والے ہیں اس آیت
سے متعہ کی اجازت منسوخ ہو گئی۔ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ابتدائے اسلام میں عورتوں
سے متعہ کرنا جائز تھا۔ کوئی شخص اجنبی شہر میں جاتا اور وہاں کوئی جان پہچان والا نہ ہوتا
تو جس قدر قیام کا ارادہ ہوتا اتنی مدت کے لئے کسی عورت سے نکاح کر لیتا تاکہ عورت اس
کے لئے کھانا تیار کر دے اور سامان حفاظت سے رکھے یہاں تک کہ جب آیت "الا علی ازواجھم
او ما ملکت ایمانھم" نازل ہوئی تو سوائے ان دونوں قسموں کے ہر عورت حرام ہو گئی۔
(رواہ الترمذی) آیت مذکورہ اس بات پر بھی دلالت کرتی ہے کہ عمل بالید (جلق) بھی حرام ہے
(تفسیر مظہری)

2022

مفہوم آیات ۱ تا ۱۱ * ایمان والے جیت گئے یعنی اپنے مقصد کو پہنچ گئے ○ وہ جو اپنی نمازوں میں زاری کرتے ہیں ○ اور جو لغو اور فضول باتوں سے رخ موڑے رہتے ہیں ○ اور وہ جو زکوٰۃ دیا کرتے ہیں اللہ کے دیے ہوئے مال میں سے اللہ کی راہ میں خرچتے ہیں ○ اور وہ جو اپنی خواہش کے تھام کی حفاظت کرتے ہیں ○ سوائے اپنی بیویوں اور باندیوں سے (تعلق رکھتے ہیں) ان پر کوئی الزام نہیں ○ پھر جو کوئی ان دو کے علاوہ (اور طریقوں سے خواہشات پوری کرنا چاہے) وہ لوگ ہی حد سے تجاوز کرنے والے ہیں ○ جو اپنی امانتوں اور اپنے عہد کا لحاظ رکھتے ہیں ○ اور وہ جو اپنی نمازوں کو صحیح صحیح ادا کرتے اور ان کی حفاظت کرنے والے ہیں ○ یہی لوگ دراصل میراث پانے والے وارث ہیں ○ کہ یہ فردوس کا ورثہ پائیں گے ○ اور اس میں ہمیشہ قیام پذیر ہوں گے ○

2023

وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِيْنٍ ۝١٢ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِيْ
قَرَارٍ مَّكِيْنٍ ۝١٣ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً
فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَكَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ۗ ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا
اٰخَرَ ؕ فَتَبٰرَكَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِيْنَ ۝١٤ ثُمَّ اِنَّكُمْ بَعْدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوْنَ
ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ تُبْعَثُوْنَ ۝١٦ وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ
طَرَآئِقَ ۖ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ۝١٧ وَاَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ
مَآءًۢ بِقَدَرٍ فَاَسْكَنّٰهُ فِي الْاَرْضِ ۖ وَاِنَّا عَلٰى ذَهَابٍۢ بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ۝١٨

اور بالیقین ہم نے انسان کو پیدا کیا مٹی کے جوہر سے ✱ پھر ہم نے اسے نطفہ بنایا ایک
محفوظ مقام میں ✱ پھر ہم نے نطفہ کو خون کا لوتھڑا بنا دیا، پھر ہم نے خون کے لوتھڑے کو
(گوشت کی) بوٹی بنا دیا۔ پھر ہم نے بوٹی کو ہڈیاں بنا دیا۔ پھر ہم نے ہڈیوں پر گوشت
چڑھا دیا پھر ہم نے اس کو ایک دوسری ہی مخلوق بنا دیا سو کیسی شان والا ہے اللہ تمام صناعوں
سے بڑھ کر ✱ پھر تم (اس سب) کے بعد مردہ ہو کر رہو گے ✱ پھر قیامت کے دن از سر نو اٹھائے
جاؤ گے ✱ اور ہم نے تمہارے اوپر سات راستے بنائے۔ اور ہم مخلوق کے باب میں بے خبر نہ تھے ✱
اور ہم نے آسمان سے اندازہ کے ساتھ پانی برسایا پھر اسے ہم نے زمین میں ٹھہرایا۔ اور ہم
اس کے معدوم کرنے پر بھی قادر ہیں ✱ (۲۳/۱۲ تا ۱۸ ✱ ت: م)

۱۲۔ "اور بے شک ہم نے آدمی کو چنی ہوئی مٹی سے بنایا" مفسرین نے فرمایا کہ انسان سے مراد یہاں
حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔ (کنز الایمان)

● مٹی کے جوہر سے جو جوہر نکلا اس سے آدمؑ کا جسم پاک تیار ہوا پھر آپ سے جو انسانی نسل چلی اس
کے لئے نطفہ اصل قرار پایا جو ان غذاؤں سے پیدا ہوتا ہے جو زمین سے اگتی ہیں اس لئے جنس انسانی کی
تخلیق کے متعلق یہ فرمایا کہ اسے مٹی سے پیدا کیا گیا ہے

۱۳۔ وہ پانی کی بوند رحم مادر میں قرار پکڑنے کے بعد مختلف تطورات اور تبدیلیوں کے مرحلوں سے گزرتا ہے

2024

۱۴ ۔ عقل و فہم کی قوتیں، غور و فکر کی صلاحیتیں، تسخیرِ کائنات کے حوصلے
اور حکمرانی کی امنگیں سب کچھ اس مٹی کے ساتھ یہاں یکجا جمع کر دی گئی ہیں جسے دیکھ کر انسان دنگ
رہ جاتا ہے۔ اور یہ راز سمجھ میں نہیں آسکتا کہ ابتدائی مرحلوں میں بالکل یکساں ہونے کے باوجود کس طرح
ایک کا رخ ایک طرف اور دوسرے کا رخ الگ بالکل ہی نئی منزل کی طرف موڑ دیا گیا۔ اور پھر اس منزل کو
پالینے کے لئے جن قابلیتوں، صلاحیتوں، اعضاء اور وسائل کی ضرورت تھی وہ سب مہیا کر دیے گئے
ہیں تو زبان بے ساختہ پکار اٹھتی ہے فتبارک اللہ احسن الخالقین۔ (ضیاء القرآن)

۱۵ ۔ گزشتہ تمام مراحل زندگی طے کرنے کے بعد جب تمہاری زندگی کے خاتمے کا وقت آجاتا ہے تو مر جاتے ہو
مطلب یہ ہے کہ لامحالہ تم کو موت کی طرف جانا ہے، سب موت کی طرف جا رہے ہیں۔ (مظہری)

۱۶ ۔ اس کے بعد قیامت کے دن اللہ تعالیٰ تمہیں زندہ کر کے اٹھائے گا اور سب کا حساب ہو گا
اور ہر ایک کو اس کے اچھے برے عمل کی پوری پوری جزا ملے گی۔ (تفسیر ابن کثیر)

۱۷ ۔ ہم نے تمہارے اوپر سات آسمان بنائے۔ طرائق جمع طریقہ۔ آسمانوں کو طرائق یا تو اس لئے کہا گیا
یہ ملائکہ کے آنے جانے کے رستے ہیں یا ہر سیارہ کی چال کے رستے ہیں اور ممکن ہے کہ ان کو طرائق
ان کے تطارق کی وجہ سے کہا ہو جس کے معنی تہہ بہ تہہ یعنی اوپر تلے ہونے کے ہیں۔ یہ خلیل اور زجاج
اور فراء کا قول ہے (کبیر) پھر فرماتا ہے کہ ہم نے ان آسمانوں کو یا دیگر مخلوق کو بے جوڑ کیف
اتفق نہیں بنا دیا بلکہ ہر ایک میں صدہا حکمتیں ملحوظ ہیں ابتداء سے لے کر انتہا تک ان کے مصالح
کو مدنظر رکھا۔ (تفسیر حقانی)

۱۸ ۔ اور ہم نے معاشی ضرورت کے مطابق بارش برسائی یا یہ کہ اتنا پانی برسایا جو تمہاری کفایت کر جائے
اور پھر ہم نے اس پانی کو زمین میں داخل کر دیا اور اس پانی سے ہم نے چشمے، جھیلیں، تالاب وغیرہ
بنائیں اور پانی کو زمین میں سے بالکل خشک کر دینے پر بھی قادر ہیں۔ (تفسیر [illegible]، ترجمہ)

لغوی اشارے ✱ سُلٰلَۃٍ : چنی ہوئی، نچوڑی ہوئی، نچوڑا، خلاصہ، سَلٌّ سے جس کے معنی
کسی چیز کو کسی چیز سے کھینچنے اور نچوڑنے کے ہیں۔ اسم مشتق ہے ∆ طین : گارا، مٹی، خاک،
مٹی اور پانی دونوں کا آمیزہ طین ہے جس کو فارسی میں گِل اور اردو میں گارا اور کیچڑ کہتے ہیں۔ اور
کبھی پانی کی قوت زائل ہو جانے کے بعد بھی اس کو طین ہی کہتے ہیں ∆ طرائق : راہیں، طریقے، آسمان
کے طبقے ∆ ذَھَاب : جانا، چلنا، چھوڑنا۔ (لغات القرآن)

متفرقات مزید ✱ ارشاد خالقِ اکبر ہوا کہ یقیناً ہم نے انسان کو اس خلاصہ سے پیدا فرمایا جسے مٹی سے
علیحدہ کیا گیا ہے ○ پھر اسے نطفہ سے بنایا ● پھر نطفہ کو علقہ بنایا۔ پھر علقہ کو مضغہ بنایا
پھر مضغہ کو ہڈیاں بنائیں۔ پھر ان ہڈیوں پر گوشت چڑھایا۔ پھر اس کو منفرد نئی مخلوق بنا دیا

2025

تو بڑی ہی برکتوں والا بڑائی و شان والا ہے اللہ تعالیٰ سب سے اچھا عمدہ بہتر بنانے والا O اے اولاد
آدم تمہارا انجام موت ہے O پھر قیامت کے دن تم اٹھائے جاؤ گے O ہم نے تمہارے اوپر سات
آسمان بنائے جو ایک کے اوپر ایک درجہ بہ درجہ ہیں۔ ہم مخلوقات کے حال اور اعمال سے (غافل نہیں) خوب باخبر ہیں
O ہم نے ہی مخلوقات اور بندوں کی ضرورتوں کے مطابق آسمان سے بارش برسائی پھر اسے زمین میں
موجود رہنے پر قرار رکھا اور ہم اسے معدوم کرنے پر بھی ایسے ہی قادر ہیں جیسے کہ پانی کو برسانے پر قدرت رکھتے ہیں

فَاَنْشَاْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّاَعْنَابٍ ۘ لَكُمْ فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا
تَاْكُلُوْنَ ۝ ۱۹ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ تَنْۢبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ
وَاِنَّ لَكُمْ فِى الْاَنْعَامِ لَعِبْرَةً ۭ نُسْقِيْكُمْ مِّمَّا فِيْ بُطُوْنِهَا وَلَكُمْ فِيْهَا مَنَافِعُ
كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَاْكُلُوْنَ ۝ ۲۱ وَعَلَيْهَا وَعَلَى الْفُلْكِ تُحْمَلُوْنَ ۝ ۲۲ وَلَقَدْ
اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۭ اَفَلَا
تَتَّقُوْنَ ۝ ۲۳ فَقَالَ الْمَلَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ
يُرِيْدُ اَنْ يَّتَفَضَّلَ عَلَيْكُمْ ۭ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَاَنْزَلَ مَلٰٓئِكَةً ښ مَّا سَمِعْنَا
بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآئِنَا الْاَوَّلِيْنَ ۝ ۲۴ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلٌۢ بِهٖ جِنَّةٌ فَتَرَبَّصُوْا بِهٖ حَتّٰى
حِيْنٍ ۝ ۲۵ قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝ ۲۶

پھر ہم نے اس پانی سے تمہارے لئے کھجور اور انگور کے باغ اگائے جن میں تمہارے لئے بہت سے میوے
ہیں اور ان میں سے تم کھاتے بھی ہو * اور ہم نے ہی (زیتون کا) وہ درخت بھی پیدا کیا جو (کوہ) طور
سینا (کے اطراف) میں پیدا ہوتا ہے جو کھانے والوں کے لئے روغن اور سالن لے کر اگتا ہے * اور تمہارے لئے چارپایوں
میں بھی عبرت ہے کہ تم کو ان کے پیٹ کی چیزوں میں سے (جدا کر کے دودھ) پلاتے ہیں اور تمہارے لئے ان
میں بہت سے اور بھی فائدے ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے بھی ہو * اور ان پر اور کشتیوں پر
سوار بھی کئے جاتے ہو * اور البتہ نوح کو ہم نے اس کی قوم کی طرف بھیجا تب انہوں نے کہا اے قوم
اللہ کی عبادت کرو تمہارا اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں تم پھر کیوں نہیں ڈرتے * سو اس کی قوم کے
کافر سرداروں نے (یہ) کہا کہ یہ بھی کیا مگر تمہارے جیسا ایک آدمی تم پر برائی حاصل کرنا چاہتا
ہے اور اگر اللہ چاہتا تو فرشتے ہی نہ بھیج دیتا ہم نے تو یہ اگلے باپ دادا سے یہ بات کبھی نہیں سنی * یہ تو
بس ایک دیوانہ آدمی ہے پس اس کا ایک وقت تک انتظار کرو * نوح نے کہا اے رب انہوں نے جس بات پر مجھے
جھٹلایا ہے اس پر تو میری مدد کر * (۲۳/۱۹تا۲۶ * ت: ۱۲)

2027

۱۹۔ پھر ہم نے اس (پانی) سے کھجوروں اور انگوروں کے باغ تمہارے لئے پیدا کئے جن کے اندر تمہارے واسطے
بکثرت میوے ہوتے ہیں اور ان میں سے بعض کو تم کھاتے ہو " باغوں کے پھلوں اور غلے کے کھیتوں سے
بطور غذا تم بعض کو کھاتے ہو اور سامان زندگی حاصل کرتے ہو۔ کھجوروں اور انگوروں کا خصوصی
تذکرہ بطور تمثیل کیا گیا ہے ورنہ کشمش اور چھوارے اور طرح طرح کے پھل اور شربت بھی
باغوں کی پیداوار ہیں یا پھلوں سے بنائے جاتے ہیں۔ (تفسیر مظہری [illegible])

۲۰۔ اور اسی پانی سے ایک زیتون کا درخت بھی ہم نے پیدا کیا جو طور سینا میں کثرت سے ہوتا ہے
نبطی زبان میں طور پہاڑ کو اور حبشی زبان میں سینا اس پہاڑ کو کہتے ہیں جس پر درخت زیادہ
ہوں جس میں سے تیل نکلتا ہے اور وہ تیل سالن کے طور پر بھی استعمال ہوتا ہے (تفسیر ابن عباسؓ ۔ اسد)

۲۱۔ جانور اور نباتات کی طرح چوپائے جانور اور مویشی بھی انسان کی خدمت میں لگے ہیں
انہیں اپنا معبود و خدا مت سمجھ بیٹھو ان کی اتنی ہستی اور نا نہیں ہے * نسقیکم مما فی بطونھا"
ہے دودھ کا جو اظہار ہوا ہے * علاوہ دودھ غذائی مصرف کے گائے کی بیل کی کھال بکریوں کی اون
بعض جانوروں کے سینگ وغیرہ یہ سب انسان کے کام کی چیزیں ہیں اور جانوروں کی تجارت ایک
بڑی نفع بخش تجارت ہے۔ (تفسیر ماجدی)

۲۲۔ اور ان پر (یعنی جانوروں پر) بلکہ کشتیوں پر بھی سوار ہوتے ہو اور بوجھ لادتے ہو پھر جو قادر باکمال
یہ کرتا ہے کیا وہ اپنی حکمت بالغہ سے انسان کو ایک نئی زندگی نہ دے گا اور اس کی حیات کا
سلسلہ اسی چند روزہ حیات پر تمام کر دے گا۔ ہرگز نہیں (تفسیر حقانی)

۲۳۔ یہاں سے اقوام ماضیہ کی سرگزشتوں کا جو بیان شروع ہوا ہے وہ تمام تر مجمل
اشارات پر مشتمل ہے کیونکہ یہاں یہ موعظت مقصود بالذات نہیں ہے، پچھلی دو
موعظتوں کو دلائل قصص سے مزید تقویت دینی ہے (ترجمان القرآن)

● حضرت نوح علیہ السلام نے فرمایا اے میری قوم اللہ تعالیٰ کی عبادت و طاعت اختیار کرو اور
اس کی وحدانیت کا اقرار کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں * کیا تم (رب حقیقی کے انجام
سے) نہیں ڈرتے (تفسیر مظہری - ترجمہ جلالین)

۲۴۔ تو اس کی قوم کے جن سرداروں نے کفر کیا بولے "اپنی قوم کے لوگوں سے کہ" یہ تو نہیں مگر تم
جیسا آدمی چاہتا ہے کہ تمہارا بڑا بنے" اور تمہیں اپنا تابع بنا لے" اور اللہ چاہتا" کہ
رسول کو بھیجے اور مخلوق پر حق کی مخالفت فرمائے" تو اتارتا فرشتے" ہم نے تو یہ اگلے باپ دادوں
میں نہ سنا کہ بشر بھی رسول ہوتا ہے۔ یہ ان کی کمال حماقت تھی کہ بشر کا رسول ہونا تو تسلیم
نہ کیا پتھروں کو خدا مان لیا (کنز الایمان - حاشیہ)

2026

۲۵۔ وہ کہتے ہیں یہ عجیب و غریب باتیں جو آج تک ہم نے سنیں نہ ہمارے آبا و اجداد نے سنیں۔ یقیناً
کسی خارق اثر کا نتیجہ ہیں ورنہ جس کے ہوش و حواس درست ہوں وہ بھی کبھی ایسی بے بنیاد باتیں
کرتا ہے؟ ساتھ ہی وہ اپنے عوام کو کہتے کہ تم ان کی حکمت بھری باتوں میں نہ آجانا۔ کچھ دیر انتظار
کرو۔ حقیقت حال خود بخود واضح ہو جائے گی۔ (ضیاء القرآن)

۲۶۔ نوح علیہ السلام جب کفار سے مایوس ہو گئے تو اللہ تعالیٰ سے کہا "اے میرے پروردگار! میری
مدد فرما ان کی شرارتوں اور ہلاکت پر اس لیے کہ انہوں نے میری خوب تکذیب کی ہے یا میری تکذیب کی وجہ سے۔ ([illegible]

لغوی اشارے ✱ أَنْشَأَ : اس نے پیدا کیا۔ اس نے پرورش کی۔ اِنْشَاءٌ سے ماضی کا صیغہ
واحد مذکر غائب۔ △ طور : پہاڑ، ہرا بھرا پہاڑ، "کوہ درخت ناک" جزیرہ نمائے سینا کے ایک
مخصوص و متعین پہاڑ کا نام عربی زبان میں طور کے معنی پہاڑ کے ہیں لیکن بعض اہل لغت نے
تصریح کی ہے کہ مطلق پہاڑ کو طور نہیں کہتے بلکہ جب تک وہ درختوں سے ہرا بھرا نہ ہو
طور نہیں کہلائے گا △ سیناء : سیناء مشہور پہاڑ ہے۔ معجم البلدان میں ہے کہ شام میں
ایک موضع کا نام ہے جس کی طرف طور کی نسبت کی جاتی ہے اور طور سینا کہا جاتا ہے (لغات القرآن)

معنویات مزید ✱ اللہ تعالیٰ آسمان سے جو پانی اپنے کرم سے برساتا ہے اسی سے تمہارے لئے باغ
اگاتا ہے کھجور اور انگور کے درختوں کے جن کے کثیر میوے تم کھاتے ہو ● اور اللہ تعالیٰ نے (زیتون) کا
درخت کوہ طور سینا میں (زیادہ) پیدا فرمایا جو کھانے والوں کے لئے تیل اور سالن کا سامان مہیا
کرتا ہے ○ اللہ تعالیٰ نے مویشیوں میں بھی غور و عبرت کے پہلو رکھے ہیں۔ ان کے شکم کی چیزوں سے الگ
کر کے (دودھ) پینے کے لئے عطا کرتا ہے مویشیوں میں بڑے کثیر فوائد ہیں ان میں سے بعض کو (ذبح) کر کے تم
کھاتے بھی ہو ● بعض (بڑے مخصوص جانوروں) پر اور کشتی پر تم سواری کرتے ہو ● اللہ تعالیٰ نے حضرت
نوح علیہ السلام کو ان کی قوم کی طرف مبعوث فرمایا انہوں نے اپنی قوم سے کہا کہ اے میری قوم والو!
تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو کیوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا تمہارا کوئی اور معبود نہیں کیا تم ڈرتے نہیں ہو ●
تو ان کی قوم کے کافر سردار بولے یہ تو تمہارے جیسے آدمی ہیں اور چاہتے ہیں کہ تم پر سردار بن جائیں۔
اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ملائکہ کو نازل کرتا۔ ہم نے اپنے آبا و اجداد سے ایسا نہ سنا ● وہ
ایک دیوانہ مرد ہے کچھ عرصہ اس کا انتظار کرتے رہو ● حضرت نوح علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں
معروضہ کیا کہ اے میرے پالنہار میری مدد فرما کہ قوم والوں نے میری تکذیب کی ہے۔

2027

فَأَوْحَيْنَا إِلَيْهِ أَنِ اصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا فَإِذَا جَاءَ أَمْرُنَا وَفَارَ التَّنُّورُ

فَاسْلُكْ فِيهَا مِنْ كُلٍّ زَوْجَيْنِ اثْنَيْنِ وَأَهْلَكَ إِلَّا مَنْ سَبَقَ عَلَيْهِ الْقَوْلُ

مِنْهُمْ ۖ وَلَا تُخَاطِبْنِي فِي الَّذِينَ ظَلَمُوا ۖ إِنَّهُمْ مُغْرَقُونَ ۝ ٢٧ فَإِذَا اسْتَوَيْتَ

أَنْتَ وَمَنْ مَعَكَ عَلَى الْفُلْكِ فَقُلِ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي نَجَّانَا مِنَ الْقَوْمِ

الظَّالِمِينَ ۝ ٢٨ وَقُلْ رَبِّ أَنْزِلْنِي مُنْزَلًا مُبَارَكًا وَأَنْتَ خَيْرُ الْمُنْزِلِينَ ۝ ٢٩

إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَاتٍ وَإِنْ كُنَّا لَمُبْتَلِينَ ۝ ٣٠ ثُمَّ أَنْشَأْنَا مِنْ بَعْدِهِمْ قَرْنًا

آخَرِينَ ۝ ٣١ فَأَرْسَلْنَا فِيهِمْ رَسُولًا مِنْهُمْ أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ مَا لَكُمْ مِنْ

إِلَٰهٍ غَيْرُهُ ۖ أَفَلَا تَتَّقُونَ ۝ ٣٢ ع

تو ہم نے وحی بھیجی ان کی طرف کہ بناؤ ایک کشتی ہماری نگاہوں کے سامنے اور ہمارے حکم کے مطابق۔ پھر جب
آجائے ہمارا عذاب اور (پانی) ابل پڑے تنور سے تو داخل کر لو اس میں ہر جوڑے میں سے دو دو اور اپنے گھر
والوں کو بجز ان کے جن کے بارے میں پہلے فیصلہ ہو چکا ہے ان میں سے اور گفتگو نہ کرنا میرے ساتھ ان کے متعلق
جنہوں نے ظلم کیا۔ وہ تو ضرور غرق کیے جائیں گے ✱ پھر جب اچھی طرح بیٹھ جائیں آپ اور آپ کے ساتھی کشتی
کے عرشے پر تو کہنا سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے جس نے ہمیں نجات دی ظالم قوم (کے جور و ستم) سے ✱ اور
یہ بھی عرض کرنا کہ اے میرے رب اتار مجھے بابرکت منزل پر اور تو ہی سب سے بہتر اتارنے والا ہے ✱ بے شک
اس قصہ میں ہماری قدرت کی نشانیاں ہیں اور ہم ضرور اپنے بندوں کو آزمانے والے ہیں ✱ پھر ہم نے پیدا
فرمادی ان کے (غرق ہونے کے) بعد ایک دوسری جماعت ✱ پھر ہم نے بھیجا ان میں ایک رسول
ان ہی میں سے (اس نے انہیں کہا) کہ عبادت کرو اللہ کی نہیں ہے تمہارا کوئی خدا اس کے سوا
کیا تم (شرک کے انجام سے) نہیں ڈرتے ✱ (۲۳/۲۷ تا ۳۲ ✱ ت: ض)

۲۷۔ اللہ تعالیٰ نے آپ (حضرت نوح علیہ السلام) کو حکم دیا کہ ایک مضبوط کشتی بناؤ اور اس میں حیوانات اور
نباتات اور پرندوں وغیرہ سے جوڑا جوڑا رکھ لو۔ اسی طرح اپنے گھر والوں کو بھی اس میں سوار کرلو سوائے

ان کے حق میں محرومیت کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ اس سے مراد آپ کا بیٹا اور بیوی ہیں جو آپ کے اہل خانہ میں سے آپ پر ایمان نہیں لائے تھے پھر آپ کو حکم ہوا۔ جب بارش اور دوسرا پانی طوفان کی شکل اختیار کر لے تو اس وقت اپنی نافرمان قوم کے بارے میں تمہارا دل نہ پسیج جائے اور تم شفقت اور مہربانی کے باعث ان کے لئے مہلت کا تقاضا کرنے لگو، اس امید پر کہ شاید وہ ایمان لے آئیں۔ بس ہم نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ انہیں کفر و طغیان کے سبب ضرور غرق کر دیا جائے گا (یہ واقعہ اپنی تفصیلات کے ساتھ سورہ ہود میں گزر چکا ہے) (تفسیر ابن کثیر)

۲۸ - پھر جس وقت تم اور تمہارے ساتھی مومنین کشتی میں بیٹھ چکیں تو یوں کہنا کہ شکر ہے اس اللہ کا جس نے ہم کو کافروں سے نجات دی (تفسیر ابن عباسؓ)

۲۹ - اور (یہ بھی) کہنا کہ اے میرے رب مجھے (زمین پر) برکت کے ساتھ اتارنا اور تو سب اتارنے والوں سے اچھا ہے۔ (مفسرین نے کہا ہے کشتی سے اترنے کے وقت زمین پر) "منزلاً مبارکاً" (رب انزلنی) کا برکت کا اتارنا کشتی میں برکت کا اتارنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دشمنوں سے نجات دلائی اور اپنے رب کی عبادت میں مشغول ہو جانے کا موقع عنایت فرمایا اور زمین پر اترنے کا بابرکت ہونے کے یہ معنی کہ نسل و رزق میں کثرت عطا فرمائی اور بے غمی کے ساتھ عبادت رب میں مشغول ہو جانے کا موقع عنایت کیا۔ دعا کرنے کا حکم صرف حضرت نوح علیہ السلام کو دیا اپنے لئے بھی اور اپنے ساتھیوں کے لئے بھی اس میں حضرت نوح علیہ السلام کی بزرگی کا اظہار ہے اور اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ حضرت نوح کی دعا ساتھ والوں کے لئے بھی کافی ہے ساتھیوں کو اپنے لئے (علیحدہ) دعا کرنے کی ضرورت نہیں (تفسیر مظہری)

۳۰ - بے شک اس میں یعنی حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ میں اور اس میں جو دشمنان حق کے ساتھ کیا گیا "ضرور نشانیاں ہیں" وہ عبرتیں اور نصیحتیں اور قدرت الٰہی کے دلائل ہیں "اور بے شک ہم ضرور جانچنے والے تھے" اس قوم کو حضرت نوح علیہ السلام کو اس میں بھیج کر اور ان کو وعظ و نصیحت پر مامور فرما کر تا کہ ظاہر ہو جائے کہ نزول عذاب سے پہلے کون نصیحت قبول کرتا ہے اور تصدیق و اطاعت کرتا ہے اور کون نافرمان تکذیب و مخالفت پر مصر رہتا ہے۔ (کنز الایمان حاشیہ)

۳۱ - ایک صورت حال یہ ہے کہ افراد و افراد پیدا ہوں اور آباد ہوں۔ ایک یہ کہ ان کی جماعتی زندگی اور اس کی مدنی خصوصیات اس طرح ابھریں اور عروج تک پہنچیں کہ ایک خاص قومی عہد پیدا ہو جائے۔ عربی میں دوسری حالت کو کسی قوم و ملک کے "قرن" سے تعبیر کریں گے۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن نے جا بجا "قرن" اور "قرون" کا لفظ اختیار کیا ہے۔ یعنی صرف قوموں کا پیدا ہونا اور آباد ہونا ہی نہیں بلکہ قومی عروج و اقبال کے عہد اور دور (ترجمان القرآن)

۳۲ - پھر ہم نے ان میں بھیجے رسولؑ انہی میں سے یعنی ان کے نسب سے۔ اس سے ہودؑ کی قوم مراد ہے

ذکر تھی (حضرت) ھودؑ اور صالحؑ۔ ہاں اگر قرنا سے قوم عاد و ثمود مراد ہوں تو رسول سے حضرات ہود
اور صالح علیہما السلام مراد ہو سکتے ہیں ✱ اس میں اشارہ ہے کہ وہ رسل کرام علیہم السلام غیر ممالک سے
نہیں بلکہ ان کے اپنے ان کی اپنی برادریوں سے تھے۔" ایمان میں قول کا معنی پایا جاتا ہے (ادھ) کہنا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت
کرو کہ اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں تو کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟ (روح البیان)

لغوی اشارے ✱ اِصْنَعِ : تو بنا، تو درست کر (فتح) صنع سے جس کے معنی کسی کام کے درست کرنے
اور بنانے کے ہیں۔ امر کا صیغہ واحد مذکر حاضر ● اَلْفُلْكَ : کشتی، جہاز ● فَارَ : جوش مارا، ابلا ●
التَّنُّوْرُ : تنور جس میں روٹی پکائی جاتی ہے۔ یہاں تنور سے کیا مراد ہے اس بارے میں اختلاف ہے۔ عکرمہ
اور زہری کا بیان ہے کہ سطح زمین مراد ہے کیونکہ نوح علیہ السلام سے کہا گیا تھا کہ جب تم پانی کو سطح زمین
پر ابلتا ہوا دیکھو تو کشتی میں سوار ہو جانا۔ بس اس سے ثابت ہوتا ہے کہ تنور کے جوش مارنے (یعنی سطح زمین
کے ابلنے) کو نوح علیہ السلام کے لئے اس حادثہ عظیم کی علامت قرار دی گئی تھی ● مُنْزَلًا : مصدر میمی مجہول
اتارا جانا یا ظرف مکان اترنے کی جگہ بصورت ظرفیت یا کشتی مراد ہو گی یا کشتی سے اترنے کے بعد زمین ●
مُبْتَلِيْنَ : جانچنے والے، کھرے کو کھوٹے سے الگ کر دینے والے (لغات القرآن)

مفہومات مزید ✱ اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی نوح علیہ السلام کو حکم فرمایا کہ ہماری وحی اور ہدایت کے مطابق ایک کشتی
بناؤ جب پانی زمین سے ابل پڑے تو ہر قسم کا ایک جوڑا اس میں رکھ لو یعنی حیوانات، نباتات اور حشرات سے
اور اپنے اہل خانہ کو بھی سوار کر لو سوائے ان کے جن کی ہلاکت کا فیصلہ ہو چکا ہے ان کے کفر و نافرمانی کے
سبب یہاں مراد ایمان سے محروم زن و فرزند ہیں جب عذاب آ جائے تو پھر نافرمانوں کی حمایت کا مشورہ
نہ کیا جائے ان کی غرقابی کا فیصلہ کیا جا چکا ہے ● جب سب کشتی میں سوار ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ کا
حمد و ثنا بیان کرنا اور شکر ادا کرنا ● اور کہنا کہ اے میرے پروردگار مجھے برکت کے ساتھ اتارنا اور تو ہی
سب اتارنے والوں سے بہتر ہے ● بے شک اس میں یعنی حضرت نوح علیہ السلام کے واقعہ میں بڑی بڑی
نشانیاں ہیں اور ہم بے شک آزمائش کرنے والے ہیں ● پھر نوح (علیہ السلام) کی قوم کے بعد ہم نے ایک
اور قوم پیدا کی ● اور انہی میں کے ایک کو رسول بنا کر ان کی طرف بھیجا اور (ان کی تعلیم و ہدایت یہ تھی کہ قوم کو)
اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ کیا تم (اللہ سے) ڈرتے نہیں؟

وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِلِقَآءِ الْاٰخِرَةِ وَاَتْرَفْنٰهُمْ فِي الْحَيٰوةِ
الدُّنْيَا ۙ مَا هٰذَآ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ ۙ يَاْكُلُ مِمَّا تَاْكُلُوْنَ مِنْهُ وَيَشْرَبُ مِمَّا
تَشْرَبُوْنَ ۝ ۳۳ ۙ وَلَئِنْ اَطَعْتُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ ۙ اِنَّكُمْ اِذًا لَّخٰسِرُوْنَ ۝ ۳۴ اَيَعِدُكُمْ
اَنَّكُمْ اِذَا مِتُّمْ وَكُنْتُمْ تُرَابًا وَّعِظَامًا اَنَّكُمْ مُّخْرَجُوْنَ ۝ ۳۵ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ
لِمَا تُوْعَدُوْنَ ۝ ۳۶ ۙ اِنْ هِيَ اِلَّا حَيَاتُنَا الدُّنْيَا نَمُوْتُ وَنَحْيَا وَمَا نَحْنُ
بِمَبْعُوْثِيْنَ ۝ ۳۷ ۙ اِنْ هُوَ اِلَّا رَجُلُ ۨافْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا وَّمَا نَحْنُ لَهٗ بِمُؤْمِنِيْنَ ۝ ۳۸
قَالَ رَبِّ انْصُرْنِيْ بِمَا كَذَّبُوْنِ ۝ ۳۹ قَالَ عَمَّا قَلِيْلٍ لَّيُصْبِحُنَّ نٰدِمِيْنَ ۝ ۴۰ فَاَخَذَتْهُمُ
الصَّيْحَةُ بِالْحَقِّ فَجَعَلْنٰهُمْ غُثَآءً ۚ فَبُعْدًا لِّلْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ۴۱ ثُمَّ
اَنْشَاْنَا مِنْ ۢ بَعْدِهِمْ قُرُوْنًا اٰخَرِيْنَ ۝ ۴۲

اور بولے اس قوم کے سردار جنہوں نے کفر کیا اور آخرت کی حاضری کو جھٹلایا اور ہم نے انہیں دنیا کی زندگی میں چین دیا
کہ یہ تو نہیں مگر تم جیسا آدمی جو تم کھاتے ہو اسی میں سے کھاتا ہے اور جو تم پیتے ہو اسی میں سے پیتا ہے ★ اور اگر تم
کسی اپنے جیسے آدمی کی اطاعت کرو جب تو تم ضرور گھاٹے میں ہو ★ کیا تمہیں یہ وعدہ دیتا ہے کہ جب تم مر جاؤ گے
اور مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے اس کے بعد پھر نکالے جاؤ گے ★ کتنی دور ہے کتنی دور ہے جو تمہیں وعدہ دیا
جاتا ہے ★ وہ تو نہیں مگر ہماری دنیا کی زندگی کہ ہم مرتے جیتے ہیں اور ہمیں اٹھنا نہیں ★ وہ تو نہیں مگر
ایک مرد جس نے اللہ پر جھوٹ باندھا اور ہم اسے ماننے کے نہیں ★ عرض کی اے میرے رب میری مدد فرما
اس پر کہ انہوں نے مجھے جھٹلایا ★ اللہ نے فرمایا کچھ دیر جاتا ہے کہ یہ صبح کریں گے پچھتاتے ہوئے ★ تو انہیں
آ لیا سچی چنگھاڑ نے تو ہم نے انہیں گھاس کوڑا کر دیا تو دور ہوں ظالم لوگ ★ پھر ان کے بعد ہم نے
اور سنگتیں پیدا کیں ★ (۲۳/۳۳ تا ۴۲ ★ ت : ک)

۳۳۔ اس سے پتہ چلتا کہ ہمیشہ مالدار، سردار، دنیاوی عزت والے لوگ پیغمبروں کے خلاف رہے غرباء
و مساکین زیادہ تر مومن ہوئے ہیں۔ کبھی یہی دیکھا جا رہا کہ غرباء ہی دین کی تمام زیادہ کرتے ہیں ★ معلوم
ہوا کہ نبی کو اپنے جیسا بشر کہنا اور ان کے ظاہر کھانے پینے دیکھنا، باطنی اسرار کو نہ دیکھنا ہمیشہ سے

2033

کفار کا کام رہا ہے۔ قرآن کی خبروں کو دیکھنا غافل کا کام ہے اور خبروں کے اندر قرآن کو دیکھنا مومن کا شیوہ ہے۔ ابوجہل صحابی نہ ہوا حضرت صدیق صحابی ہوئے، اگرچہ دونوں نے حضور کو دیکھا مگر ابوجہل نے صرف بشریت کو دیکھا اور حضرت صدیق نے بشریت کے غلاف میں نور کو دیکھا * اگر نبی ہوتے تو فرشتوں کی طرح (ہوتے) کھانے پینے کے حاجت مند نہ ہوتے۔ انہوں نے کھانے پینے کی ابتداء دیکھی انتہا کا فرق نہ دیکھا۔ مثلاً شہد کی مکھی اور بچھو پھول چوستے ہیں۔ مگر یہ پھول کا رس بچھو کے پیٹ میں پہنچ کر زہر اور شہد کی مکھی کے پیٹ میں پہنچ کر شہد بنتا ہے۔ ایسے ہی ہمارا کھانا غفلت کا باعث اور انبیاء کی خوراک نورانیت کے اضافہ کا ذریعہ ہے

۳۴۔ ان بے وقوفوں نے نبی کی اطاعت میں ناکامی اور (خدا اور اشیاء) کی پرستش میں کامیابی سمجھی (نورالعرفان)

۳۵۔ اے لوگو! کیا یہ شخص تم سے ایسے وعدے کرتا ہے جو حیران کن ہیں کہ جب تم مر جاؤ گے۔ اور مٹی خاک ہو جاؤ گے ایسی حالت میں ہونے کے بعد بھی یقیناً تم سب مردے اپنی اپنی قبروں سے زندہ کر کے نکالے جاؤ گے

۳۶۔ ہائے ہائے کتنی غلط غیر صحیح بے عقلی کی بات ہے جو اس شخص کی زبان سے نکل رہی ہے جس کا تم وعدہ دیے جاتے ہو۔ ناممکن ناممکن ہے اتنا مشکل کام کیسے ہو سکتا ہے

۳۷۔ اس موجودہ زندگی کے علاوہ کوئی دوسری تیسری زندگی نہیں بس یہی صرف یہی دنیا ہے جو کچھ بھی ہے اور موت و حیات کا یہ دور دہ طریقہ صدیوں سے جاری ہے اور صدیوں تک جاری رہے گا۔ جو مر گئے سو مر گئے اس لئے ہم میں سے کوئی بھی نہ زندہ ہو کر اٹھے گا نہ قیامت کا حساب کتاب دیا جائیگا نہ عذاب و ثواب ہوگا

۳۸۔ یہ شخص نبوت و رسالت کا دعویدار اپنے دین و عقائد کے بارے میں جو کچھ بھی دعویداری کرتا ہے یہ سب باتیں اللہ پر جھوٹا افتراء بناتا ہے غلط بیان کرتا ہے۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک عام انسان ہم تم جیسا شخص نبی رسول بنا دیا جائے نبی ہونا (کیا) کوئی عام و معمولی بات ہے اس کی تو ہر بات ہر کام کسی خاص مخلوق جیسا ہونا چاہیے اسی وجہ سے تو ہم اس کی نبوت اس کے دین و دینی باتوں عقیدوں و عبادتوں پر ایمان لانے والے نہیں (کمالات اشرف التفاسیر / مفتی احمد یار خاں)

۳۹۔ اس پیغمبر نے اپنے رب کی بارگاہ میں التجا کی۔ اے پروردگار انہوں نے میری تکذیب کر دی ہے۔ انہوں نے تو مجھے جھٹلا دیا ہے تو ان کے خلاف میری مدد فرما۔ اور ان سے مجھے جھٹلانے کا انتقام لے (یعنی ان پر عذاب نازل فرما)

۴۰۔ تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا عنقریب جو لوگ یہ خوب دیکھیں گے تو یہ اپنے عمل (تکذیب کرنے) پر نادم ہو جائیں گے عما قلیل میں ما زائدہ یعنی قلت کی تاکید کے لئے ہے یا ما نکرہ موصوفہ بمعنی شئی ہے اور قلیل اس کی صفت ہے مقصود قلیل زمانہ ہے

۴۱۔ بعض نے کہا صیحۃ سے مراد ہلاکت ہے۔ قاموس میں ہے کہ صیحۃ اور صیاح سے مراد دیوی

قوت اور طاقت کے ساتھ آواز کرنا ہے یعنی چیخ مارنا۔ صیحَ یُصیحُ کا معنی ہے انہیں پریشان
کر دیا گیا۔ انہیں گھبرا دیا گیا۔ اور صیح یصیح کا معنی ہے وہ ہلاک و برباد ہو گئے * اور صیحہ کا معنی
عذاب بھی ہے۔ اگر یہ قصہ قوم عاد کا ہے تو یہاں صیحۃ سے مراد عذاب ہے اور اگر قوم ثمود کا واقعہ ہے
تو پھر صیحۃ سے مراد چیخ ہے (ان کا قصہ سورہ اعراف میں ذکر کیا ہے) کہ ان پر آسمان سے ایک چیخ
آئی اس میں بادلوں کی گرج بھی تھی اور زمین میں موجود ہر شئی کی آواز بھی تھی جس اس کے سبب ان کے
دل پھٹ گئے۔

(تفسیر مظہری از ضیاء المصنفین)

لغوی اشارے * الْمَلَأُ : اسم جمع معرف باللام مرفوع الاملاء جمع ۔ سرداروں کی جماعت بڑے لوگوں
کی جماعت * یَعِدُ : واحد مذکر غائب مضارع مثبت وَعْدٌ مصدر (ضرب) وہ ڈراتا ہے، وہ
ڈرا رہا ہے، وہ وعدہ دیتا ہے، وہ وعدہ دے رہا ہے * هَيْهَاتَ : کلمہ بعد ہے یعنی بُعْدٌ بُعِيْدٌ
بہت دور ہے (از جلالین) * مَبْعُوْثِيْنَ : اسم مفعول جمع مذکر مجرور، اٹھائے جانے والے، دوبارہ زندگی پانے والے۔

معنویات مزید * اس قوم کے کافر اور متکبر سرداروں نے جنہوں نے پیغمبر کی تکذیب بھی کی اور قیامت کا دن جمع ہونے
کا انکار کیا تھا اور جنہیں رب تعالیٰ نے دنیوی زندگی کی آسودگی عطا کی تھی انہوں نے کہا کہ یہ تو تمہارے جیسا ہی بشر ہے یہ تو تم سب کی طرح
کھاتا پیتا ہے ● اگر تم لوگ اپنے جیسے آدمی کا کہنا مانو گے تو نقصان اٹھانے والوں میں شامل ہو جاؤ گے ● کیا وہ
تم سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ تم لوگ مرنے کے بعد جب تم مٹی اور ہڈیاں ہو جاؤ گے تو تمہیں پھر دوبارہ قبروں سے
اٹھایا جائے گا ● یہ بات عقل سے بہت دور ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جا رہا ہے ● اس زندگی کے علاوہ
اور کوئی زندگی نہیں ہے جو کچھ ہے یہیں ہے مرنا جینا یہیں ہے دوبارہ زندہ نہیں کیا جائے گا ● یہ (یعنی پیغمبر)
اللہ تعالیٰ پر جھوٹا بہتان باندھتا ہے اور ہم تو ہرگز اس پر ایمان نہیں لائیں گے ● اس پیغمبر نے بارگاہ الٰہی میں
عرض کیا کہ اے میرے پروردگار تو میری مدد فرما کیونکہ قوم والوں نے میری تکذیب کر دی ہے ارشاد حق تعالیٰ
ہوا کہ بہت جلد یہ لوگ اپنے عمل پر نادم ہو جائیں گے ● انہیں آ پکڑا حقیقی چنگھاڑ نے تو اللہ تعالیٰ نے
انہیں خس و خاشاک بنا دیا تو برباد و تباہ ہو جائے ستم شعار قوم ● اور یہ قانون قدرت ہے کہ
جب ایک قوم تباہ و برباد ہو جاتی ہے تو ان کی جگہ دوسری قوموں کو ظہور پذیر کیا جاتا ہے۔

مَا تَسْبِقُ مِنْ أُمَّةٍ أَجَلَهَا وَمَا يَسْتَأْخِرُونَ ۝ ۴۳ ثُمَّ أَرْسَلْنَا رُسُلَنَا تَتْرَا ۖ كُلَّمَا
جَآءَ أُمَّةً رَّسُولُهَا كَذَّبُوهُ فَأَتْبَعْنَا بَعْضَهُم بَعْضًا وَجَعَلْنَٰهُمْ أَحَادِيثَ ۚ
فَبُعْدًا لِّقَوْمٍ لَّا يُؤْمِنُونَ ۝ ۴۴ ثُمَّ أَرْسَلْنَا مُوسَىٰ وَأَخَاهُ هَٰرُونَ ۙ بِـَٔايَٰتِنَا
وَسُلْطَٰنٍ مُّبِينٍ ۝ ۴۵ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ وَمَلَإِي۟هِۦ فَٱسْتَكْبَرُوا۟ وَكَانُوا۟ قَوْمًا عَالِينَ ۝ ۴۶
فَقَالُوٓا۟ أَنُؤْمِنُ لِبَشَرَيْنِ مِثْلِنَا وَقَوْمُهُمَا لَنَا عَٰبِدُونَ ۝ ۴۷ فَكَذَّبُوهُمَا فَكَانُوا۟
مِنَ ٱلْمُهْلَكِينَ ۝ ۴۸ وَلَقَدْ ءَاتَيْنَا مُوسَى ٱلْكِتَٰبَ لَعَلَّهُمْ يَهْتَدُونَ ۝ ۴۹
وَجَعَلْنَا ٱبْنَ مَرْيَمَ وَأُمَّهُۥٓ ءَايَةً وَءَاوَيْنَٰهُمَآ إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ

کوئی امت اپنے مقررہ وقت سے پیش دستی کر سکتی ہے اور نہ وہ لوگ پیچھے ہٹ سکتے ہیں ✱
پھر ہم نے اپنے پیغمبروں کو متواتر بھیجا۔ جب کبھی کسی امت کے پاس اس کا پیغمبر آیا تو انھوں نے
اسے جھٹلا دیا سو ہم نے بھی انھیں ایک کے پیچھے ایک کو لگا دیا۔ اور ہم نے انھیں کہانیاں بنا دیا
سو خدا کی مار ان لوگوں پر جو ایمان نہیں لاتے تھے ✱ پھر ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی ہارون
کو بھیجا اپنے احکام اور کھلی دلیل کے ساتھ ✱ فرعون اور اس کے درباریوں کے پاس سو ان
لوگوں نے تکبر کیا اور وہ لوگ تھے نخوت والے ✱ چنانچہ وہ بولے کیا ہم اپنے ہی جیسے دو آدمیوں
پر ایمان لے آئیں درآنحالیکہ ان کی قوم ہمارے زیر حکم ہے ✱ غرض وہ لوگ ان دونوں کی
تکذیب ہی کرتے رہے سو وہ ہلاک ہو کر رہے ✱ اور بالیقین ہم نے موسیٰ کو کتاب دی تاکہ
وہ لوگ ہدایت پائیں ✱ اور ہم نے ابن مریم اور ان کی ماں کو ایک بڑا نشان بنایا اور
ہم نے ان دونوں کو ایک بلند زمین پر پناہ دی جو ٹھہرنے کے قابل اور شاداب تھی ✱

(۲۳/۴۳ تا ۵۰ ✱ ت : م)

۴۳ ۔ ہر وہ امت جو ہلاک و برباد ہوتی ہے وہ اپنے مقررہ وقت سے پہلے تباہ و برباد نہیں ہوتی اور نہ
ہی تاخیر سے پیچھے ہلاک ہوتی ہے بلکہ عین اسی وقت تباہ و برباد ہوتی ہے جب اس کی تباہی کا وقت آ پہنچ

۴۴ ۔ ہم نے قرون آخرین کے بعد قرن پیدا کئے اور ان کے پاس ان کا مخصوص رسول بھیجا۔ "تترا" یہ تواترہ
کا مصدر ہے بمعنی التتابع یعنی حال واقع ہے بمعنی متواترین واحد بعد واحد یعنی یکے بعد دیگرے *
جب امت کے پاس ان کا رسول مخصوص معجزات لے کر تبلیغ کے لئے تشریف لایا تو انہوں نے اسے
کذب کی طرف منسوب کیا یعنی ان کے اکثر نے رسول علیہ السلام کی تکذیب کی۔ اکثر کی قید دوسری آیت
ولقد ضل قبلہم اکثر الاولین سے سمجھی گئی ہے (کذا فی بحر العلوم) حضرت کاشفی نے لکھا ہے کہ انہوں نے
رسول کی تکذیب کی اور جو کچھ رسول نے انہیں توحید و نبوت و بعث و نشر و حشر کی تبلیغ کی اسے انہوں نے جھوٹ
سمجھا اور عادات ناپسندیدہ اور اپنے آباء کی تقلید میں تصدیق سے محروم رہے۔ ہم نے کافروں کو یکے بعد دیگرے
تباہ و برباد کیا اس لئے کہ وہ کفر و تکذیب میں ایک دوسرے کے تابع تھے اور ہم نے ان کو تباہ و برباد کرنے کے بعد
ان کی نابودی کیا نشانیاں بعد والوں کے لئے۔ اہل سعادت کو ان کی خبروں سے عبرت حاصل ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ
کی رحمت سے دوری ہو اس گروہ کو جو انبیاء کی تصدیق نہیں کرتے

۴۵ ۔ پھر ہم نے موسیٰؑ اور ان کے بھائی ہارونؑ کو معجزات دے کر بھیجا وسلطٰن مبین یعنی وہ حجۃ واضحہ جو مخالف کو لاجواب کر دے

۴۶ ۔ فرعون اور اس کے درباریوں یعنی قبطیوں کے سرداروں کی طرف تو انہوں نے ایمان
اور اطاعت سے انکار کرکے تکبر کیا اور وہ لوگ سخت متکبر اور حد سے تجاوز کرنے والے تھے (بحوالہ روح البیان)

۴۷ ۔ خیال ہے (آپس میں) کہنے لگے کیا ہم اپنے جیسے دو آدمیوں کو پیغمبر مان لیں حالانکہ ان کی
قوم والے لوگ (مرتبہ میں) ہمارے زیر حکم ہیں۔ "انؤمن" میں استفہام انکاری ہے یعنی ان دونوں
کی فضیلت اور نبوت کو ہم تسلیم نہیں کرتے تھے اور ان کی تصدیق نہیں کرتے تھے "لبشرین" بشر کا اطلاق
ایک پر بھی ہوتا ہے اور جمع پر بھی اطلاق ہوتا ہے۔ مثلاً لفظ مثل کا اطلاق ایک پر بھی ہوتا ہے اور
دو پر بھی اور جمع پر بھی اور مذکر پر بھی اور مؤنث پر بھی و قومہما قوم سے مراد بنی اسرائیل ہیں
"لنا عابدون" ہمارے خدمت گار ہیں زیر حکم ہیں عرب لوگ ہر اس شخص کو عابد کہتے ہیں جو کسی
کا خادم اور حکم بردار ہو

۴۸ ۔ اس غرور کا نتیجہ یہ نکلا کہ انہوں نے موسیٰؑ اور ہارونؑ کو جھوٹا قرار دیا اور ہلاک کردہ
(قوموں) میں سے ہو گئے۔ من المہلکین یعنی غرق کر دیے گئے

۴۹ ۔ اور ہم نے موسیٰؑ کو کتاب (توریت) عطا کی تاکہ وہ لوگ (یعنی بنی اسرائیل) سیدھا
راستہ پالیں (یعنی ان کو اللہ کے احکام معلوم ہو جائیں اور معرفت کا راستہ پالیں) لعلہم کی
ضمیر بنی اسرائیل کی طرف راجع ہے قوم فرعون کی طرف راجع نہیں ہے کیونکہ قوم فرعون کے ڈوبنے
کے بعد توریت کا نزول ہوا تھا۔

۵۰ ۔ اور ہم نے مریمؑ کے بیٹے (عیسیٰؑ) کو اور ان کی ماں (مریمؑ) کو ایک بڑی نشانی بنایا۔

نشانی بنانے سے مراد بغیر باپ کے پیدا کرنا اور یہ نشانی دونوں کی ایک ہی تھی اس لیے لفظ آیۃً بصیغہ واحد ذکر کیا یا یوں کہا جائے کہ ابنِ مریم کے بعد لفظ آیۃً محذوف ہے یعنی ہم نے ابنِ مریم کو نشانی بنایا کہ انہوں نے شیر خوار ہونے کی حالت میں جب کہ بالغ ہی نہ تھے بات کی اور ماں کی پاکدامنی ظاہر کی اور دوسرے معجزات ان سے ظاہر ہوئے اور ان کی ماں کو بھی نشانی بنایا کہ بغیر مرد کی قربت کے ان کے پیٹ سے بچہ پیدا ہوا * اور ہم نے دونوں کو ایک ایسی بلند زمین پر لے جا کر پناہ دی جو (توجہ اناج اور میوہ جات کے) ٹھہرنے کے قابل اور شاداب جگہ تھی ۔

(تفسیر مظہری - ت جلالی)

لغوی وضاحت * تترا : یکے بعد دیگرے، مسلسل، تابڑ توڑ، یکے بعد دیگرے آنا۔ تترٰی بے حس کے معنی جس کے معنی کسی شے کے پے بہ پے آنے کے ہیں۔ الف اس میں تانیث کا ہے اور فرادیٰ ہی کی طرح تے عوض میں آیا ہے * سُلْطٰن : زور، قوت، حجت، برہان، سند، حکومت اور جب سلطان کے معنی حجت ہوں تو اس کی جمع نہیں آتی کیونکہ اس صورت میں وہ مصدر کا قائم مقام ہوتا ہے (ل ق)

مضمرات مزید * کوئی بھی قوم اپنی مقررہ میعاد سے نہ زیادہ باقی رہ سکتی ہے اور نہ کم نہ آگے بڑھ سکتی ہے اور نہ پیچھے رہ سکتی ہے جتنی مدت اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے مقرر کر دی ہے اتنی ہی مدت وہ دنیا میں رہے گی پھر ختم ہو جائے گی ● پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول بھی یکے بعد دیگرے بھیجا پھر جب کوئی پیغمبر قوم کے پاس آیا تو قوم والوں نے اس کی تکذیب کی جس کے نتیجے میں وہ قہر و غضب کے شکار ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے ایک کے بعد دوسری قوم کو ان کی تکذیب کے نافرمانیوں کی پاداش میں ہلاک کر دیا وہ نیست و نابود کر دیے گئے اور محروم ایمان رحمتِ حق تعالیٰ سے دور ہو گئے ● پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ (علیہ السلام) اور ان کے بھائی ہارون (علیہ السلام) کو اپنی نشانیاں اور کھلی سند عطا کر کے بھیجا ● فرعون اور اس کے درباری رؤسا کے پاس جو مغرور و متکبر ہو گئے تھے اور وہ تھے ہی مغرور و متکبر ● ان متکبر لوگوں نے حضرات موسیٰ و ہارون کے متعلق کہنا شروع کیا کہ ہم اپنے جیسے دو آدمیوں کو کس طرح مان لیں اور ان کی اطاعت کریں کیونکہ ان کی ساری قوم تو ہماری محکوم ہے ● پھر انھوں نے فرعون کے درباری سرداروں نے جھٹلایا اور آخر میں تباہ و برباد ہو گئے سارے مغرور و متکبر گناہ، فرعون سمیت غرقاب ہو گئے ○ اللہ تعالیٰ نے موسیٰؑ کو ایک کتاب تورات عطا فرمائی تاکہ لوگ اس سے ہدایت پائیں ● اللہ تعالیٰ نے حضرت مریم کے فرزند عیسیٰؑ کو اور ان کی ماں کو اپنی قدرت کا نشان بنایا ۔ اور انہیں ایک بلند و فراز جگہ پناہ دی جو ٹھہرنے سکونت کے لائق اور جس میں پانی کا چشمہ رواں تھا ۔ حضرت مریم اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا اللہ کی نشانی ہونا اس لحاظ سے تھا کہ حضرت مریم کو بغیر مرد کے حمل رہا اور قبل ازیں عبادت خانہ میں ان کے پاس بے موسم پھل آتے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام بغیر والد کے پیدا ہونے کی وجہ سے اور معجزات دکھانے کے سبب نشانی تھے ۔

يٰٓاَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّيِّبٰتِ وَاعْمَلُوْا صَالِحًا ؕ اِنِّيْ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِيْمٌ ؕ
وَاِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاتَّقُوْنِ ۝ ۵۲ فَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ
بَيْنَهُمْ زُبُرًا ؕ كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ ۵۳ فَذَرْهُمْ فِيْ غَمْرَتِهِمْ
حَتّٰى حِيْنٍ ۝ ۵۴ اَيَحْسَبُوْنَ اَنَّمَا نُمِدُّهُمْ بِهٖ مِنْ مَّالٍ وَّبَنِيْنَ ۝ۙ ۵۵ نُسَارِعُ
لَهُمْ فِي الْخَيْرٰتِ ؕ بَلْ لَّا يَشْعُرُوْنَ ۝ ۵۶ اِنَّ الَّذِيْنَ هُمْ مِّنْ خَشْيَةِ رَبِّهِمْ
مُّشْفِقُوْنَ ۝ۙ ۵۷ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِاٰيٰتِ رَبِّهِمْ يُؤْمِنُوْنَ ۝ۙ ۵۸ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِرَبِّهِمْ
لَا يُشْرِكُوْنَ ۝ۙ ۵۹ وَالَّذِيْنَ يُؤْتُوْنَ مَآ اٰتَوْا وَّقُلُوْبُهُمْ وَجِلَةٌ اَنَّهُمْ اِلٰى رَبِّهِمْ
رٰجِعُوْنَ ۝ۙ ۶۰ اُولٰٓئِكَ يُسٰرِعُوْنَ فِي الْخَيْرٰتِ وَهُمْ لَهَا سٰبِقُوْنَ ۝ ۶۱

(اور ہم نے کہہ دیا تھا) کہ اے رسولو! پاک چیزیں کھایا کرو اور اچھے کام کرتے رہو جو کچھ تم (نیک کام) کرتے ہو میں ان سے واقف ہوں ✱ اور البتہ یہ تمہارا گروہ ایک ہی (خدائی) گروہ ہے اور میں ہی تم سب کا رب ہوں پس مجھی سے ڈرا کرو ✱ پھر لوگوں نے اپنے اپنے دین کو جدا جدا کر لیا جو جس کے پاس ہے ہر ایک اس ہی سے خوش ہے ✱ (اے نبی!) ایک وقت تک ان کو انہی غفلت میں پڑا رہنے دو ✱ کیا وہ یہ سمجھ رہے ہیں ہم ان کو مال اور اولاد میں ترقی دے رہے ہیں ✱ (کہ) ہم ان کو فائدے پہنچانے میں جلدی کر رہے ہیں (ہرگز نہیں) بلکہ وہ سمجھتے نہیں ✱ بے شک وہ جو اپنے رب کی ہیبت سے ڈرتے ہیں ✱ اور وہ جو اپنے رب کی آیتوں پر یقین لاتے ہیں ✱ اور وہ جو اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتے ✱ اور وہ جو کچھ بن پڑتا ہے دیتے ہیں اور ان کے دل اس بات کا خوف لگا رہتا ہے کہ ان کو اپنے رب کے پاس جانا ہے ✱ (شاید قبول ہو یا نہ ہو) یہی وہ لوگ ہیں کہ جو نیک کاموں میں جلدی دوڑتے ہیں اور وہی آگے بھی رہتے ہیں ✱
(۲۳/۵۱ تا ۶۱ ✱ ت: ج)

۵۱۔ ایک روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! اللہ پاک ہے اور پاکیزہ چیزوں کو ہی پسند فرماتا ہے نیز اللہ تعالیٰ نے مومنین کو اسی بات کا حکم دیا ہے جس کا حکم اس نے اپنے رسولوں کو دیا تھا اس کے بعد یہ آیت تلاوت فرمائی "یا ایھا الذین امنوا کلوا من طیبٰت ما رزقنٰکم" اے ایمان والو! پاکیزہ طیب چیزیں کھاؤ جو ہم نے تمہیں عطا فرمائی ہیں۔ پھر ارشاد فرمایا ایک آدمی دور دراز کا سفر کرتا ہے، اس کے بال پراگندہ اور غبار آلود ہیں، وہ آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتا ہے یا رب یا رب کہتا ہے حالانکہ اس نے جو کھایا ہے وہ بھی حرام ہے جو اس نے پیا ہے وہ بھی حرام ہے جو اس نے پہنا ہے وہ بھی حرام اور اس کی خوراک بھی حرام مال سے ہے (تو ایسے حرام خور آدمی کی دعا کیسے قبول ہو گی (رواہ البخاری) اس ارشاد گرامی سے معلوم ہوا کہ قبولیت دعا کے لئے رزق حلال ایک بنیادی شرط ہے۔

۵۲۔ امت کا لفظ آیت میں دین اور ملت کے معنی میں مستعمل ہوا ہے (قرطبی) بتایا جا رہا ہے کہ ہر نبی نے اپنے اپنے وقت میں ایک ہی دین کی طرف لوگوں کو دعوت دی۔ اور اسی دین کا داعی اکمل بن کر میرا یہ برگزیدہ بندہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لایا ہے اس لئے تم پر فرض ہے کہ تم اس کی دعوت کو صدق دل کے ساتھ قبول کرو۔

۵۳۔ انسانی اتحاد کی اس مخلصانہ دعوت کی طرف ان لوگوں نے توجہ نہ دی اور اپنی ذاتی، قبائلی، قومی اور ملکی محدود مصلحتوں اور مفادات پر انسانی اتحاد کو قربان کر دیا۔ اس طرح ایک آدم کی اولاد، ایک دین کے پیروکار مختلف متحارب گروہوں میں بٹ کر رہ گئے اور ہر گروہ نے اپنے نظریات کو ہی حق یقین کر لیا۔

۵۴۔ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حکم فرما رہا ہے کہ ان کوتاہ اندیش اور خود غرض لوگوں کو کچھ عرصہ اسی غفلت میں رہنے دو آپ نے انہیں سمجھانے کا حق ادا کر دیا لیکن ان کے عناد اور تعصب میں ذرا فرق نہیں آیا جب عذاب الٰہی چاروں طرف سے گھیر لے گا تب ان کی آنکھیں کھلیں گی۔ (ضیاء القرآن)

۵۵۔ یعنی یہ لوگ اپنی گمراہی پر خوش ہیں اور پیغمبروں کا فرمان نہیں مانتے ان کو جو مال دیا جاتا ہے اور جو کچھ ہم ان کو مسلسل دیتے چلے جاتے ہیں اور مال و اولاد کی مدد پہنچا رہے ہیں۔

۵۶۔ اس سے ان کا خیال ہوتا ہے کہ ہم ان کو صلہ جلد ہی فائدے پہنچا رہے ہیں یہ ان کی غلط فہمی ہے ان کی نیک بختی ہے عزت وقار ہے اور ان کے اعمال کی جزا ہے اور اللہ ان سے خوش ہے ایسا ہرگز نہیں ہے حقیقت یہ ہے کہ یہ لوگ چوپایوں کی طرح ہیں ان میں نہ دانش ہے نہ شعور۔ حسن بصری نے فرمایا مومن نیکی بھی کرتا ہے اور پھر ڈرتا بھی رہتا ہے اور منافق برائی کرتا ہے اور بے خوف رہتا ہے۔

۵۔ بے شک جو لوگ اپنے رب کی ہیبت سے ڈرتے رہتے ہیں۔

۵۔ اور جو لوگ اپنے رب کی آیات پر ایمان رکھتے ہیں۔ آیات سے مراد ہیں قرآنی آیات جو اللہ کی طرف سے نازل ہوتی ہیں یا وہ نشانیاں مراد ہیں جو توحید کو ثابت کرتی ہیں۔ یہ مومن ایمان رکھتے ہیں یعنی نشانیوں اور آیات سے جس چیز کا اظہار ہوتا ہے اس کو مانتے اور اس کی تصدیق کرتے ہیں۔

۵۹۔ اور جو لوگ اپنے رب کے ساتھ کسی کو شریک نہیں قرار دیتے یعنی اپنے رب کی عبادت میں کسی طرح کا شرک کی آمیزش نہیں کرتے نہ شرک جلی کرتے ہیں نہ شرک خفی۔ شرک نہ کرنے کا جو مطلب

بیان کیا ہے اس سے مضمون کی تکرار کا شبہ جاتا رہا لہٰذا پر اللہ پر ایمان رکھنا اور اس کے ساتھ شریک ٹھہرانے دنیا رکھنے میں مفہوم رکھتا ہے (تفسیر مظہری - ترجمہ جلالین)

۶۰۔ اور وہ لوگ اللہ تعالیٰ کے دیے ہوئے رزق سے زکوٰۃ اور صدقات دیتے ہیں اور دیگر خیرات اور نیکیوں کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرتے ہیں ان کے قلوب خوف خدا سے سرشار رہتے ہیں کہ وہ اپنے رب تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے والے

۶۱۔ وہ لوگ جن کی صفات بیان کی گئی ہیں جلدی کرتے ہیں حصول خیرات میں اور وہ اس کے لئے سبقت کرنے والے اور ہر خیر و سعادت میں پیش پیش ہوتے ہیں (روح البیان)

لغوی اشارات * زُبُرًا: ٹکڑے ٹکڑے، پارہ پارہ۔ امام راغب لکھتے ہیں کہ زبرۃ بالوں کے گچھے کو کہا جاتا ہے اور مجازاً اس کا استعمال ٹکڑے ٹکڑے ہو جانے کے لئے ہوتا ہے * حِزْب: گروہ، جماعت * غَمْرَة: وہ کثیر پانی جس کی تہ نظر نہ آئے بطور تشبیہ مراد جہالت، چھا جانے والی غفلت * نُمِدُّ: ہم دیتے ہیں، ہم مدد دیتے ہیں * نُسَارِعُ جمع متکلم مضارع مسارعۃ مصدر باب مفاعلۃ۔ ہم جلدی کرتے ہیں * وَجِلَةٌ: خوف زدہ۔ ڈرنے والے (ل ق)

مفہومات مزید * اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو حلال روزی کھانے اور اعمال صالحہ کی بجا آوری کا حکم فرمایا ہے اللہ تعالیٰ اعمال سے خوب واقف ہے ● فرمایا اے گروہ انبیاء تمہارا دین، دین واحد اور تم سب ہی ملت واحدہ پر ہو وہ یہ کہ اللہ وحدہ لا شریک کی عبادت کی دعوت دینا اللہ تعالیٰ سے ڈرو ● ان امتوں نے جن کی طرف انبیاء مبعوث کئے گئے انہوں نے آپس میں اختلافات سے دین وحدت کو پارہ پارہ کر دیا ہر گروہ اپنی نظریاتی گمراہی پر اپنی جگہ خوش ہوتا ہے یہ خیال کر لیا کہ وہی راہ راست پر ہے ● انہیں اپنی اس خوش فہمی اور مدہوشی میں پڑے رہنے دیجئے ● کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ ہم جو ان کی مال اور اولاد سے مدد کرتے ہیں تو ان کو بھلائی پہنچانے میں جلدی کرتے ہیں ہرگز نہیں ان لوگوں کو (ہمارا اصل منشا) معلوم نہیں اس سے یہ غرض ہے کہ اور زیادہ یہ مبتلا ہو جائیں ہماری یاد سے غافل ہو جائیں پھر ان کو سخت گرفت میں لے لیں ● جو لوگ اپنے مالک کے خوف سے لرزاں رہتے ہیں عذاب سے ڈرتے رہتے ہیں ● اور اپنے پروردگار کی آیتوں پر یقین رکھتے ہیں ● اور جو اپنے معبود و مالک کے ساتھ شرک نہیں کرتے یعنی کسی کو اس کا شریک نہیں سمجھتے ● اور جو اللہ کی راہ میں اپنا مال دیتے ہیں اور ان کے دل ڈرتے رہتے ہیں کہ ان کو اپنے خالق و مالک کے پاس لوٹ کر جانا ہے ● ایسے ہی اچھے لوگ نیکی کاموں میں جلدی کیا کرتے ہیں اور ان ہی میں دوسروں سے آگے بڑھ جاتے ہیں ● یا وہ جنت میں سب سے آگے داخل ہوں گے۔

وَلَا نُكَلِّفُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا وَلَدَيْنَا كِتَٰبٌ يَنطِقُ بِالْحَقِّ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ

بَلْ قُلُوبُهُمْ فِي غَمْرَةٍ مِّنْ هَٰذَا وَلَهُمْ أَعْمَٰلٌ مِّن دُونِ ذَٰلِكَ هُمْ

لَهَا عَٰمِلُونَ ۝ ٦٣ حَتَّىٰٓ إِذَآ أَخَذْنَا مُتْرَفِيهِم بِالْعَذَابِ إِذَا هُمْ يَجْـَٔرُونَ

لَا تَجْـَٔرُوا الْيَوْمَ قف إِنَّكُم مِّنَّا لَا تُنصَرُونَ ۝ ٦٥ قَدْ كَانَتْ ءَايَٰتِي تُتْلَىٰ عَلَيْكُمْ

فَكُنتُمْ عَلَىٰٓ أَعْقَٰبِكُمْ تَنكِصُونَ ۝ ٦٦ مُسْتَكْبِرِينَ بِهِۦ سَٰمِرًا تَهْجُرُونَ ۝ ٦٧

أَفَلَمْ يَدَّبَّرُوا الْقَوْلَ أَمْ جَآءَهُم مَّا لَمْ يَأْتِ ءَابَآءَهُمُ

الْأَوَّلِينَ ۝ ٦٨ أَمْ لَمْ يَعْرِفُوا رَسُولَهُمْ فَهُمْ لَهُۥ مُنكِرُونَ ۝ ٦٩ أَمْ يَقُولُونَ

بِهِۦ جِنَّةٌ ط بَلْ جَآءَهُم بِالْحَقِّ وَأَكْثَرُهُمْ لِلْحَقِّ كَٰرِهُونَ ۝ ٧٠

اور ہم تکلیف نہیں دیتے کسی شخص کو مگر جتنی اس کی طاقت ہے اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے جو سچ بولتی ہے اور
ان پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا ★ بلکہ ان کے دل مدہوش ہیں اس (خوفناک حقیقت) سے اور ان کے اعمال
مومنوں کے اعمال سے مختلف ہیں۔ (نافرمان) ان برے کاموں کو ہی کرنے والے ہیں ★ یہاں تک کہ جب
ہم پکڑیں گے ان کے خوشحال لوگوں کو عذاب سے اس وقت چلانے لگیں گے ★ (کہا جائے گا) آج نہ چلاؤ
تمہاری ہماری طرف سے اب کوئی مدد نہ کی جائے گی ★ (وہ وقت یاد کرو) جب ہماری آیتیں تمہارے
سامنے پڑھی جاتی تھیں اور تم اپنی ایڑیوں کے بل الٹے پاؤں پھر جاتے تھے ★ غرور و تکبر کرتے ہوئے (محفلوں میں)
تم داستان سرائی کیا کرتے تھے اور قرآن کی شان میں بکواس کیا کرتے تھے ★ کیا انہوں نے کبھی تدبر نہ کیا
قرآن میں یا آئی تھی ان کے پاس ایسی چیز جو نہ آئی تھی ان کے پہلے آباء و اجداد کے پاس۔ یا انہوں نے
اپنے رسول (مکرم) کو نہ پہچانا تھا اس لئے وہ ان کے منکر بنے رہے ★ یا کہتے ہیں کہ اسے سودا کا
مرض ہے (ہرگز نہیں) بلکہ وہ تشریف لایا ان کے پاس حق کے ساتھ اور بہت سے ان میں سے حق
کو ناپسند کرتے ہیں۔ (۲۳/۶۲ تا ۷۰ ★ ت جہا)

۶۲۔ "اور ہم کسی جان پر بوجھ نہیں رکھتے مگر اس کی طاقت کے برابر اور ہمارے پاس ایک کتاب ہے کہ حق بولتی ہے" اسی میں
ہر شخص کا عمل مکتوب ہے اور وہ لوح محفوظ ہے" اور ان پر ظلم نہ ہوگا" نہ کسی کی نیکی گھٹائی جائے گی نہ بدی بڑھائی جا

۶۳۔ بلکہ ان کے دل اس سے "یعنی قرآن شریف سے" غفلت میں ہیں اور ان کے کام ان کاموں سے جدا ہیں
"جو ایمان داروں کے ذکر کئے گئے ہیں" جنہیں وہ کر رہے ہیں

۶۴۔ یہاں تک کہ جب ہم نے ان کے امیروں کو پکڑا عذاب میں" اور وہ بدر میں تہ تیغ کئے گئے" اور ایک قول
یہ ہے کہ اس عذاب سے مراد فاقوں اور بھوک کی وہ مصیبت ہے جو سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا سے
ان پر مسلط کی گئی تھی اور اس قحط سے ان کی حالت یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ وہ کتے اور مردار تک کھا گئے تھے"
تو جبھی وہ فریاد کرنے لگے"
(کنزالایمان حاشیہ جلد اضافی)

۶۵۔ اب چلاؤ مت ہماری طرف سے تمہاری مطلق مدد نہ ہوگی" یہ دار العمل نہیں دار الجزاء ہے یہاں چلانا
فریاد کرنا سب بے حاصل ہے

۶۶۔ بے شک میری آیتیں تم کو پڑھ کر سنائی جاتی تھیں تو تم الٹے پاؤں بھاگتے تھے

۶۷۔ تکبر کرتے ہوئے قرآن کا مشغلہ بناتے ہوئے بیہودہ بکتے ہوئے" جو دار العمل تھا اس میں تو تمہاری یہ حالت تھی"
شان نزول کی روایتوں میں آتا ہے کہ یہ فخر و ناز کرنے والے قریش تھے جنہیں فخر تولیت و خدمت کعبہ پر تھا۔

۶۸۔ قرآن عظیم کو نہ سمجھنے اس میں غور و تدبر نہ کرنے اور اس سے روگردانی کرنے پر مشرکین کو سرزنش کی
جا رہی ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے خصوصاً انہیں اس کتاب سے نوازا جس سے کامل اور اشرف کتاب کسی رسول
پر نازل نہیں ہوئی۔ یہ زمانہ جاہلیت میں رہنے والے کتاب اور پیغمبر سے محروم رہے لیکن ان پر اللہ تعالیٰ نے کرم
فرماتے ہوئے قرآن کریم جیسی عظیم اور گراں بہا نعمت مرحمت فرمائی اب چاہیے تو یہ تھا کہ یہ مشرکین اس
کی قدر کرتے اسے قبول کرتے اور اس کا شکر بجا لاتے ہوئے تندہی اور دلجمعی سے اس پر عمل پیرا ہو جاتے
جیسا کہ انہی میں سے عقلمند اور صالح فطرت لوگوں نے اسلام کو قبول کر لیا اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور نبی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اتباع کی اور اللہ تعالیٰ کو راضی کر لیا۔

۶۹۔ کیا وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی راست گفتاری، دیانت داری، شفقت و پاکیزگی
کو نہیں پہچانتے کیا وہ اس کا انکار کر سکتے ہیں حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے شاہ حبشہ نجاشی کے
سامنے اپنی تقریر میں اس بات کا یوں تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا تھا" اے بادشاہ! اللہ تعالیٰ نے ہم میں ایک
ایسا رسول مبعوث فرمایا ہے جس کے نسب، جس کی صداقت اور جس کی امانت سے ہم خوب واقف ہیں
اسی طرح مغیرہ بن شعبہ نے نائب کسریٰ کو میدان جنگ میں کہا تھا شاہ روم ہرقل سے ابو سفیان صخر بن حرب نے
نبی کریم کی صفات آپ کے نسب اور صدق و امانت کا اعتراف کرتے ہوئے یہی حقائق بیان کئے تھے حالانکہ
وہ اس وقت تک ایمان نہ لائے تھے لیکن حضور اکرم کی عالی نسبی، راست گفتاری اور دیانت داری کی گواہی دی

2043

ت۔ مشرکین نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق کہا کرتے تھے کہ قرآن اپنی طرف سے گھڑ لیا ہے اور اسے سودا کا مرض لاحق ہے جس کی وجہ سے انہیں معلوم نہیں ہوتا کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔ ایسا ہرگز نہیں بلکہ اصل معاملہ یہ ہے کہ ان مشرکین کے دل قرآن پر ایمان نہیں لاتے حالانکہ انہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ قرآن کے متعلق ان کی تمام باتیں غلط اور باطل ہیں قرآن حکیم تو اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے جس کی تعلیم پر عمل کرنے سے ساری دنیا کا فائدہ ہے (بحوالہ ابن کثیر، ترجمہ محمد کرم شاہ ازہری)

لغوی اشارے * وُسْعَهَا : اسم مضاف ھا مضاف الیہ اس کی طاقت، اس کی سمائی، اس کی قدرت (ال قدیر) * مُتْرَفِيهِم : مترفی مضاف، ھم مضاف الیہ، خوشحال لوگ، دولت مند لوگوں کو، یعنی جب ہم ان میں سے خوشحال لوگوں کو عذاب میں پکڑتے ہیں تو وہ بلبلا اٹھتے ہیں * يَجْأَرُوا : تم زاری کرو، تم فریاد کرو، تم چلاؤ (فتح) جأرٌ اور جؤارٌ سے جس کے معنی فریاد و زاری کرنے اور زور سے گڑگڑانے اور چلانے کے ہیں * تَنكِصُونَ : تم بھاگتے ہو، تم پھر سے جاتے ہو (ضرب) نکوص سے جس کے معنی کسی چیز سے پھرے جانے یا باز رہنے کے ہیں (ل ق)

مفہومات مزید * ارشاد ربانی ہے کہ ہم کسی کو بھی تکلیف میں مبتلا نہیں کرتے مگر اسی قدر جتنی اسے قوت برداشت ہے ہمارے پاس ایک کتاب ہے جس میں ہر ایک کے اعمال رقم ہیں اور اس میں حق بات ہے ہر ایک کا عمل صحیح تحریر ہے وہ ہی انسانوں کے اعمال کی سچی گواہی دے گی۔ کسی کے ساتھ زیادتی نہ کی جائے گی ○ کفار کے قلوب غافل ہیں اور پردے میں پڑے ہیں اس حقیقت سے غافل ہیں ان کے اعمال اہل ایمان کے اعمال سے مختلف ہیں وہ کفریہ کاموں اور معاصی جرائم میں مبتلا ہیں ○ جب ان کے امراء کو عذاب کی گرفت میں لیا جائے گا تو اس وقت چلائیں گے ○ اے زیادتی و نافرمانی کرنے والو اب نہ چلاؤ تمہاری ہماری جانب سے کوئی مدد نہیں کی جائے گی ○ جب تمہیں ہماری آیات سنائی جاتی تھیں تو تم پیچھے پلٹا کر بھاگ جاتے تھے ○ غرور و تکبر کے ساتھ آیات ربانی سننے کا تمہیں وقت نہ تھا جب کہ داستان سرائی اور قصے سننے سنانے میں مشغول رہتے تھے اور کلام حق کے بارے میں گستاخانہ بکواس بکا کرتے تھے ○ کیا ان لوگوں نے کبھی قرآن کریم میں غور و تدبر نہیں کیا یا ان کے پاس کوئی ایسی رشد و ہدایت آئی ہے ○ یا یہ لوگ اپنے رسول سے واقفیت نہیں رکھتے تھے کہ اس وجہ سے ان کا انکار کرتے ہیں ○ یا نعوذ باللہ یہ لوگ آپ کے متعلق سودا کے مرض لاحق ہونے کا خیال کرتے ہیں جب کہ واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے پاس قرآن کریم، آئین و رسالت لے کر [illegible] ہوئے اور ان میں سے اکثر لوگ قرآن مجید کا انکار کرتے ہیں ۔ ۴۱

وَلَوِ اتَّبَعَ الْحَقُّ اَهْوَآءَهُمْ لَفَسَدَتِ السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ وَمَنْ فِيْهِنَّ ؕ بَلْ
اَتَيْنٰهُمْ بِذِكْرِهِمْ فَهُمْ عَنْ ذِكْرِهِمْ مُّعْرِضُوْنَ ۝ ٧١ اَمْ تَسْئَلُهُمْ خَرْجًا فَخَرَاجُ
رَبِّكَ خَيْرٌ ۖ وَّهُوَ خَيْرُ الرّٰزِقِيْنَ ۝ ٧٢ وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ
وَاِنَّ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ عَنِ الصِّرَاطِ لَنٰكِبُوْنَ ۝ ٧٤ وَلَوْ رَحِمْنٰهُمْ
وَكَشَفْنَا مَا بِهِمْ مِّنْ ضُرٍّ لَّلَجُّوْا فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ۝ ٧٥ وَلَقَدْ
اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ ٧٦
حَتّٰۤى اِذَا فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَابًا ذَا عَذَابٍ شَدِيْدٍ اِذَا هُمْ فِيْهِ مُبْلِسُوْنَ ۝ ٧٧

اور اگر حق ان کی خواہشوں کی پیروی کرتا تو ضرور آسمان اور زمین اور جو کوئی ان میں ہیں سب تباہ ہو جاتے بلکہ ہم تو ان کے پاس وہ چیز لائے جس میں ان کی ناموری تھی تو وہ اپنی عزت سے ہی منہ پھیرے ہوئے ہیں * کیا تم ان سے کچھ اجرت مانگتے ہو تو تمہارے رب کا اجر سب سے بھلا اور وہ سب سے بہتر روزی دینے والا * اور بے شک تم انہیں سیدھی راہ کی طرف بلاتے ہو * اور بے شک جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ضرور سیدھی راہ سے کترائے ہوئے ہیں * اور اگر ہم ان پر رحم کریں اور جو مصیبت ان پر پڑی ہے ٹال دیں تو ضرور ہٹ دھرمی کریں گے اپنی سرکشی میں بھٹکتے ہوئے * اور بے شک ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا تو نہ وہ اپنے رب کے حضور میں جھکے اور نہ گڑگڑاتے ہیں * یہاں تک کہ جب ہم نے ان پر کھولا کسی سخت عذاب کا دروازہ تو وہ اب اس میں ناامید پڑے ہیں * (٢٣/٧١ تا ٧٧ * ت : ک)

٧١ - اس آیت میں بڑی وضاحت کے ساتھ (کفار) کی اس غلط فہمی کو دور کیا جا رہا ہے انہیں بتایا کہ میرا محبوب جو کچھ تمہیں کہتا ہے وہ حق اور سراپا حق ہے اگر وہ تمہاری خواہشات کا احترام کرنے لگے - قرآن کے لائے ہوئے نظام حیات میں تمہاری آراء کے مطابق ترمیمیں کرنے لگے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ حق رہنمائی اور قیادت کے منصب سے دستبردار ہو کر باطل کی اطاعت اختیار کر لے اگر ایسا ہو جائے تو حق حق نہ رہے بلکہ باطل ہو جائے اور اگر ایسا ہو جائے تو پھر دنیا کی تباہی کو کوئی روک نہیں سکے گی اسی وقت قیامت برپا ہو جائے گی اور ہر چیز تہس نہس کر کے رکھ دی جائے گی

* ذکر کا معنی نصیحت اور یاد دہانی ہے لیکن حضرت ابن عباس نے اس کا ایک اور معنی بھی لکھا ہے جو نہایت مناسب ہے
یعنی ذکر سے مراد وہ چیز ہے جو ان کے لئے عزت و شرف کا باعث ہو یعنی ہم نے ان کو ایسی کتاب بخشی جو ان کے لئے
موجب صد عز و شرف و افتخار ہے اگر وہ اس پر ایمان لاتے اور اس پر عمل کرتے تو یہ کتاب ان کی شہرت و نام وری
کو چار چاند لگا دیتی ان کی کوتاہ فہمی اور شوریدہ بختی تو دیکھو کہ وہ اپنے بخت کو ٹھکرا رہے ہیں ان کا آفتاب
اقبال طلوع ہو رہا ہے اور یہ سمجھ رہے ہیں کہ اب اندھیرا ہو جاتا ہے (ضیاء القرآن)

۷۲۔ یا تم ان کفار سے اپنی تبلیغ و تعلیم کی ان سے کچھ اجرت مانگتے ہو۔ تو یہ کفار کا شکوہ کر سکیں کہ ہمارے کسی نبی
نے کبھی کسی دنیا دار سے کوئی چیز طلب نہ فرمائی نہ تبلیغ و تعلیم پر۔ انبیاء علیہم السلام حاجت مند بن کر نہیں آتے وہ تو
حاجت روا مشکل کشا بن کر آتے ہیں وہ کسی انسان سے لینے نہیں آتے بلکہ دین و دنیا کی نعمتیں دینے آتے ہیں۔ یہ سب
انبیاء جانتے ہیں کہ فخراج ربک خیر ہے جسمانیت کی ہو روحانیت کی غذا دوا اشغال کی طیب و حلال
کی عمدہ بھی وسیع بھی ثواب بھی رضا بھی۔ عالم ارواح سے عالم اجسام میں خیر الرازقین ہے۔ (اشرف التفاسیر)

۷۳۔ اور آپ تو ان کو سیدھے راستے کی طرف بلا رہے ہیں یعنی ایسی راہ (زندگی) پر چلنے کی دعوت دے رہے
ہیں جس میں کوئی کجی نہیں جس کی استقامت کی شاہد تمام سلیم عقلیں ہیں * راستے میں کجی نہیں اس راہ کے
مستقیم ہونے کی شاہد ہر عقل۔ دعوت دینے والے کچھ مال مانگتے نہیں اس دعوت کا نام ہی ان لوگوں کے لئے بھی
شرف ہے جن کو دعوت دی جا رہی ہے اس لئے انکار دعوت کا سبب سوائے حق سے عداوت رکھنے اور کوئی نہیں (تفہیم

۷۴۔ "اور یقیناً جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے وہ راہ سے بھٹکنے والے ہیں"۔ اور وہ ہر سیدھی بات کو
ٹیڑھی بناتے ہیں۔ ہدایت کی طلب دل میں جبھی پیدا ہو سکتی ہے جب پہلے آخرت کا یعنی اس "آج" کے
بعد ایک "کل" کے ظہور کا یقین ہو لے۔ (تفسیر ماجدی)

۷۵۔ اور اگر ہم ان پر مہربانی فرمادیں اور ان کو بھوک کی جو تکلیف ہے اس کو ہم دور بھی کر دیں
تو یہ لوگ پھر بھی کفر اور گمراہی میں بھٹکتے رہیں گے کہ حق اور ہدایت ان کو کچھ بھی نظر نہیں آئے گا۔ (تفسیر

۷۶۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ہم نے انہیں عذاب میں پکڑا اور مصائب و شدائد سے انہیں دو چار کیا لیکن پھر
بھی نہ اپنے رب کے حضور جھکے اور نہ اب گڑگڑا کر توبہ کرتے ہیں۔ یعنی یہ عذاب بھی انہیں کفر اور
مخالفت حق سے باز نہ رکھ سکا بلکہ یہ لوگ اپنی گمراہی پر ڈٹے رہے نہ ان کے دل جھکے اور نہ
ان کے ہاتھ دعا کے لئے اٹھے۔ (تفسیر ابن کثیر)

۷۷۔ اس سخت عذاب سے یا نزع کا عذاب مراد ہے یا قبر کا یا آئندہ اسلامی فتوحات کا جو کفار
کے لئے عذاب ہی ہیں۔ انہیں ماضی سے تعبیر فرمانا اس لئے ہے کہ وہ یقینی آنے والے ہیں چونکہ یہ آیت
مکیہ ہے اس لئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ فتح بدر ہو چکی تھی جب یہ آیات اتریں۔ (تفسیر نور العرفان)

لغوی اشارے * ذِکرٌ: ذکر، یاد دہانی، نصیحت، بیان، ذکر یذکر کا مصدر ہے ذکر یذکر ذکرا کا مصدر ۴۳

2046

خرجاً : مصدر، باج، مال، آخراج جمع ✶ نَاكِبُوْنَ : اسم فاعل جمع مذکر مرفوع۔ نَاكِبٌ اور نكوبٌ مصدر (نصر و سمع) پھر جانے والے۔ مڑ جانے والے۔ ہٹ جانے ✶ كَشَفْنَا : جمع متکلم ماضی معروف ہم نے دور کر دیا۔ ٹال دیا۔ ہم نے دور کر دی، زائل کر دی ✶ لَجُّوْا : جمع مذکر غائب ماضی معروف لجاج اور لجاجۃ مصدر (سمع و ضرب) وہ اڑے رہتے۔ جمے رہتے۔ پھنس گئے۔ لجاج کسی ممنوع فعل پر اڑ جانے کو (مجازاً) کہتے ہیں۔ ✶ باب : دروازہ، داخل ہونے کی جگہ۔
(لغات القرآن)

✶ **تشریحات مزید** رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم جو فرماتے ہیں وہ حق ہے حق تعالیٰ کا فرمان ہی سناتے ہیں ان کا فرمایا ہوا سراسر حق ہے اگر لوگوں کی خواہش، مرضی کا اس میں لحاظ کیا جائے اس میں تغیر و تبدیلی ہو تو پھر حق نہ رہے باطل ہو جائے جب ہو تو پھر کچھ باقی نہ رہے گا سب کچھ تباہ و برباد ہو جائے ان کے پاس ان کے نصیحت، عزت و شرف کلام قرآن مجید آیا جس کی اطاعت میں ان کے لئے کامیابی و افتخار ہے لیکن وہ اعراض کر رہے گویا اپنی ہی فلاح و نجات کے ذریعے سے منہ پھیرے ہوئے ہیں ۝ کیا ان سے اپنی تعلیم و ہدایت کے عوض کچھ معاوضہ طلب کرتے ہیں؟ یقیناً اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ نعمتیں اور اجر سب سے بہتر دائمی اور بابرکت ہے کہ وہی بہترین روزی عطا کرنے والا ہے ۝ یقیناً آپ ان سب کو ہدایت کی راہ خیر کے راستے صراط مستقیم کی طرف بلاتے ہیں ۝ اور جو لوگ اس دعوت کو قبول نہیں کرتے آخرت پر ایمان نہیں لاتے وہی تو سیدھی راہ سے کترانے والے ہیں ۝ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ اگر ان پر ہم اپنے کرم سے مہربانی فرمائیں اور جو کچھ انہیں تکلیفیں دکھ آلام ہیں دور کر دیں تب بھی وہ بجائے شکر گزار ہونے کے اپنی سرکشی میں اور زیادہ بڑھ جائیں گے ۝ وہ مبتلائے عذاب کئے گئے مصائب و تکالیف سے گزرے لیکن پھر بھی نہ اپنے رب کی اطاعت میں خمیدہ ہوئے نہ گڑگڑائے نہ توبہ کی۔ عذاب جو تنبیہ تھی انہیں حق کی مخالفت سے روک سکے وہ اپنی ہٹ دھرمی پر قائم رہے نہ ان کے دل جھکے اور نہ انہوں نے دعائیں کیں ۝ جب ان پر عذاب شدید کے دروازے کو کھول دیا تو وہ فوراً مایوس و ناامید ہو گئے۔

وَهُوَ الَّذِیٓ اَنْشَاَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَالْاَفْئِدَةَ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ ٧٨

وَهُوَ الَّذِیْ ذَرَاَكُمْ فِی الْاَرْضِ وَاِلَیْهِ تُحْشَرُوْنَ ۝ ٧٩ وَهُوَ الَّذِیْ یُحْیٖ وَیُمِیْتُ

وَلَهُ اخْتِلَافُ الَّیْلِ وَالنَّهَارِ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ۝ ٨٠ بَلْ قَالُوْا مِثْلَ مَا

قَالَ الْاَوَّلُوْنَ ۝ ٨١ قَالُوْٓا ءَاِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا ءَاِنَّا لَمَبْعُوْثُوْنَ ۝ ٨٢

لَقَدْ وُعِدْنَا نَحْنُ وَاٰبَآؤُنَا هٰذَا مِنْ قَبْلُ اِنْ هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِیْرُ الْاَوَّلِیْنَ ۝ ٨٣

لِّمَنِ الْاَرْضُ وَمَنْ فِیْهَآ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ ٨٤ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا

تَذَكَّرُوْنَ ۝ ٨٥ قُلْ مَنْ رَّبُّ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۝ ٨٦ سَیَقُوْلُوْنَ

لِلّٰهِ ؕ قُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ ٨٧ قُلْ مَنْۢ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّهُوَ یُجِیْرُ وَلَا

یُجَارُ عَلَیْهِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ ٨٨ سَیَقُوْلُوْنَ لِلّٰهِ ؕ قُلْ فَاَنّٰی تُسْحَرُوْنَ ۝ ٨٩

اور وہ (اللہ) وہی تو ہے جس نے تمہارے لئے کان اور آنکھیں اور دل بنائے (لیکن) تم لوگ بہت ہی کم شکر ادا کرتے ہو ✶ اور وہ (اللہ) وہی تو ہے جس نے تم کو زمین پر پھیلا رکھا ہے اور تم (سب) اسی کے پاس اکٹھے کئے جاؤ گے ✶ وہ وہی ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اسی کے بس میں ہے رات اور دن کا الٹ پھیر سو کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے ✶ نہیں بلکہ یہ تو ایسی ہی بات کہتے ہیں جیسے اگلے (کافر) کہتے آئے ہیں کہتے ہیں کہ جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں بن جائیں گے تو کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے ✶ یہ وعدہ تو ہم سے اور ہمارے باپ دادوں سے پہلے ہی سے ہوتا آیا ہے یہ کچھ بھی نہیں ہے بجز اگلوں کی بے سند باتوں کے ✶ آپ کہئے کہ زمین اور اس پر جو (رہتے بستے) ہیں کس کے ہیں اگر تم جانتے ہو ✶ وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ کے ہیں آپ کہئے کہ پھر کیوں نہیں غور کرتے ہو ✶ آپ کہئے کہ (اچھا) ساتوں آسمانوں کا مالک اور عالی شان عرش کا مالک کون ہے ✶ تو ضرور وہ یہی جواب دیں گے کہ (یہ سب) اللہ کا ہے ✶ آپ کہئے کہ پھر تم کیوں نہیں ڈرتے ✶ آپ کہئے کہ وہ کون ہے جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا اختیار ہے اور وہ پناہ دیتا ہے اور کوئی اس کے مقابلہ میں پناہ نہیں دے سکتا اگر تم جانتے ہو ✶ وہ ضرور یہی کہیں گے کہ یہ سب صفتیں بھی اللہ کی ہیں ۔ آپ کہئے کہ پھر تم کو کیسا خبط ہو رہا ہے

۷۸۔ شکر کی بہترین صورت یہ ہے کہ جو نعمت جس مقصد کے لئے دی گئی ہے اسے اسی مقصد کے حصول کے لئے صرف کرنا اور جس نے وہ نعمت عطا فرمائی ہے اس کی عطا کو اسی کی طرف منسوب کرنا۔ شکر کا یہ مفہوم ذہن نشین کرنے کے بعد اب اس پر غور کیا جائے تو کفار کی ناشکری کا صحیح اندازہ ہوتا ہے۔ (ضیاء القرآن)

۷۹۔ "اور وہی ہے جس نے تمہیں زمین میں پھیلایا اور اسی کی طرف اٹھنا ہے" روزِ قیامت

۸۰۔ "اور وہی جلائے اور مارے اور اسی کے لئے ہیں رات اور دن کی تبدیلیاں" ان میں سے ہر ایک کا دوسرے کے بعد آنا اور تاریکی و روشنی اور زیادتی و کمی میں ہر ایک کا دوسرے سے مختلف ہونا یہ سب اس کی قدرت کے نشان ہیں "تو کیا تمہیں سمجھ نہیں" کہ ان سے عبرت حاصل کرو اور ان میں خدا کی قدرت کا مشاہدہ کرکے مرنے کے بعد زندہ کئے جانے کو تسلیم کرو اور ایمان لاؤ۔

۸۱۔ "بلکہ انہوں نے وہی کہی جو اگلے یعنی ان سے پہلے کافر کہتے تھے" (کنز الایمان حاشیہ)

۸۲۔ انہوں نے کہا کہ کیا جب ہم مر جائیں گے اور ہو جائیں گے مٹی اور ہو جائیں گے بوسیدہ ہڈیوں کا چورا کیا ہم پھر اٹھائے جائیں گے یا استفہام انکاری ہے یعنی بر سبیل انکار انہوں نے کہا اور بعید سمجھا حالانکہ انہوں نے غور و فکر نہیں کیا کہ پہلے بھی تو وہ مٹی تھے۔ اسی مٹی (لاشے) سے انہیں پیدا کیا گیا۔

۸۳۔ بے شک ہم اور ہمارے آباء اس کا وعدہ دیئے گئے۔ یعنی حضور (سرورِ عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تشریف آوری سے پہلے ہمارے آباء کو بھی اس کا وعدہ دیا گیا انہوں نے اسے لاشے سمجھا اور ہم بھی اس کی حقیقت کے منکر ہیں۔ یہ نہیں مگر پہلے کے لوگوں کی بناوٹی باتیں

۸۴۔ فرمایئے زمین اور زمین پر رہنے والی جملہ مخلوق کس کی ہے اگر تم کچھ جانتے ہو تو اس کی صحیح خبر دو۔ (روح البیان)

۸۵۔ وہ یہی کہیں گے کہ "اللہ کی" اس لئے کہ وہ اللہ کے قائل تھے تب کہو کہ تم پھر کیوں نہیں سمجھتے کہ جس کے قبضۂ قدرت میں یہ سب ہیں اور وہ ان کا خالق ہے تو اور معبودوں کا کیا استحقاقِ عبادت ہے بلکہ وہ بھی مخلوق اور مملوک ہیں۔

۸۶۔ ان سے یہ بھی پوچھو کہ ساتوں آسمانوں اور عرشِ عظیم کا مالک کون ہے

۸۷۔ وہ جلد کہیں گے کہ (یہ سب) اللہ کا ہے تب ان سے کہو کہ پھر کیوں نہیں ڈرتے۔ اس کے سوا اور کون ہے کہ جس کو اس کے ساتھ عبادت روا سمجھ کر پوجتے ہو تم کو ڈرنا چاہئے۔ ان جملوں میں اشارۃً یہ بھی ہے کہ جو ان سب کا مالک ہے وہ مرنے کے بعد زندہ کرنے پر بھی قادر ہے۔ مسائلِ قرآنیہ کا باہم ارتباط ہے کہ ایک مسئلہ کے دلائل سے دوسرا بھی ثابت ہو جاتا ہے یہ کمالِ اعجاز ہے (تفسیر حقانی)

۸۸۔ آپ پوچھئے کہ کس کے قبضۂ قدرت میں ہر چیز کی ملکیت ہے۔ کون ہے جو ہر چیز کا خالق مالک اور متصرف ہے جسے چاہے وہ پناہ دیتا ہے اور اس کے مقابلہ میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا۔ بتاؤ اگر تم جانتے ہو کچھ علم رکھتے ہو۔

۸۹۔ وہ اس حقیقت کا اعتراف کریں گے کہ سب سے بڑا مالک و مختار و بادشاہ اللہ تعالیٰ ہی ہے

جو پناہ دیتا ہے لیکن اس کے مقابلہ میں کوئی پناہ نہیں دے سکتا پھر فرمایا تمہاری عقلوں کو کیا ہو گیا ہے کہ تم
باوجود اس اعتراف کے پھر بھی تم غیر اللہ کی پرستش کرتے ہو۔ (ماخوذ از تفسیر ابن کثیر مختصراً)

لغوی ابحاث ✱ أَفْئِدَة : دل فواد کی جمع جس کے معنی دل کے ہیں ✱ ذَرَأَكُمْ : اس نے تم کو پیدا
کیا، اس نے تم کو پھیلا دیا، اس نے تم کو بکھیر دیا ✱ أَسَاطِيرُ : کہانیاں، من گھڑت لکھی ہوئی باتیں
اسطورۃ کی جمع، وہ جھوٹی خبر جس کے متعلق یہ اعتقاد ہو کہ وہ جھوٹ گھڑ کر لکھ دی گئی ہے سطورہ کہلاتی
ہے ✱ سبع : سات، مؤنث، اسم عدد ✱ يُجِيرُ : واحد مذکر غائب مضارع معروف مثبت اجارۃ سے وہ پناہ دیتا

مفہومات مزید ✱ اور اسی نے (خالق اکبر اللہ تعالیٰ نے) بنائے تمہارے لئے کان (تاکہ سن سکو) آنکھیں (تاکہ
دیکھ سکو) اور دل۔ تاہم تم ان انعامات الٰہی کا کم ہی شکر ادا کرتے ہو ○ اور اسی نے تمہیں زمین کے تمام
حصوں میں آباد کر دیا ہے پھیلا دیا ہے اور آخر کار تم سب اسی کے حضور جمع کئے جاؤ گے ○ اور وہی
تو حیات بخشتا ہے اور موت طاری کرتا ہے اسی کا اختیار رکھتا ہے گردش لیل و نہار، رات اور دن کا الٹ
پھیر اسی کے بس میں ہے اس حقیقت کو سمجھنے کے لئے کیا تم اپنی عقل سے کام نہیں لیتے ○ بلکہ انہوں نے
ویسی ہی بات کہی جیسا کہ ان سے پہلے والوں نے کہا تھا ○ کہتے ہیں کیا جب ہم مر جائیں گے اور مٹی اور ہڈیاں
ہو جائیں گے تو کیا ہم دوبارہ زندہ کئے جائیں گے ○ یہ وعدہ تو ہم سے اور ہم سے پہلے ہمارے بڑوں
سے ہوتا آیا ہے یہ سب کچھ نہیں ہے صرف گزرے ہوؤں کی بے سند باتیں اور قصے ہیں ○ آپ دریافت
کیجئے کہ یہ زمین اور اس میں جو کچھ ہے کس کا ہے بتاؤ اگر تمہیں علم ہو ○ وہ بتائیں گے کہ سب اللہ
کا ہے تو پھر کیوں غور و تدبر سے کام نہیں لیتے اور ڈرتے نہیں ہو ○ آپ پوچھئے کس کے اختیار
قدرت اور بس میں کس کے ہاتھ میں ہے حکومت و اختیار ہر چیز کا، وہی بچاتا ہے اور پناہ دیتا ہے
اور اس کے سوا کوئی بچا نہیں سکتا کوئی پناہ نہیں دے سکتا بتاؤ اگر تم جانتے ہو ○ وہ
کہیں گے کہ بچانے والا پناہ دینے والا اللہ کے سوا کوئی نہیں تو پھر تمہیں کیا ہو گیا کہاں سے جادو
آ پڑا ہے۔

2050

بَلْ اَتَيْنٰهُمْ بِالْحَقِّ وَاِنَّهُمْ لَكٰذِبُوْنَ ۝ ۹۰ مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّمَا
كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ اِذًا لَّذَهَبَ كُلُّ اِلٰهٍۢ بِمَا خَلَقَ وَلَعَلَا بَعْضُهُمْ
عَلٰى بَعْضٍ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا يَصِفُوْنَ ۝ ۹۱ عٰلِمِ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ
فَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۝ ۹۲ قُلْ رَّبِّ اِمَّا تُرِيَنِّيْ مَا يُوْعَدُوْنَ ۝ ۹۳ رَبِّ فَلَا تَجْعَلْنِيْ
فِي الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ ۝ ۹۴ وَاِنَّا عَلٰٓى اَنْ نُّرِيَكَ مَا نَعِدُهُمْ لَقٰدِرُوْنَ ۝ ۹۵ اِدْفَعْ
بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ السَّيِّئَةَ ؕ نَحْنُ اَعْلَمُ بِمَا يَصِفُوْنَ ۝ ۹۶ وَقُلْ رَّبِّ اَعُوْذُ بِكَ
مِنْ هَمَزٰتِ الشَّيٰطِيْنِ ۝ ۹۷ وَاَعُوْذُ بِكَ رَبِّ اَنْ يَّحْضُرُوْنِ ۝ ۹۸ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَ
اَحَدَهُمُ الْمَوْتُ قَالَ رَبِّ ارْجِعُوْنِ ۝ ۹۹ لَعَلِّيْٓ اَعْمَلُ صَالِحًا فِيْمَا تَرَكْتُ
كَلَّا ؕ اِنَّهَا كَلِمَةٌ هُوَ قَآئِلُهَا ؕ وَمِنْ وَّرَآئِهِمْ بَرْزَخٌ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ ۝ ۱۰۰

بلکہ ہم نے تو ان کے پاس حق بات پہنچا دی اور یہ بے شک جھوٹے ہیں ✱ خدا نے کوئی بیٹا نہیں بنایا اور نہ
اس کے ساتھ کوئی معبود ہی ہے (کیونکہ) ایسا ہوتا تو ہر خدا اپنی بنائی ہوئی چیز کو الگ الگ لئے پھرتا (اور پھر
تا فتنہ ہو جاتا) اور ایک دوسرے پر غالب آتا۔ جو باتیں یہ بناتے ہیں اللہ ان سے پاک ہے ✱ وہ غائب اور حاضر
سب کا جاننے والا ہے وہ ان کے شرک سے برتر ہے ✱ (اے نبی!) یہ دعا کرو کہ اے رب جس عذاب کا
ان (مشرکوں) سے وعدہ کیا جا رہا ہے شاید تو اس کو مجھے دکھا دے تو اے میرے رب مجھے ان ظالموں میں شامل نہ کرنا ✱
اور البتہ جس عذاب کا ہم ان سے وعدہ کر رہے ہیں ہم قادر ہیں (کہ وہ تجھے دکھا دیں) ✱ (اے نبی) آپ برائی کا
نیکی سے جواب دیا کریں ہم خوب جانتے ہیں جو کچھ وہ (آپ کے حق میں) کہا کرتے ہیں ✱ اور کہا کرو کہ اے رب میں شیطانی
خطرات سے تیری پناہ مانگتا ہوں ✱ اور اے میرے رب اس سے بھی پناہ مانگتا ہوں کہ شیطان میرے پاس آ جائیں اور مجھے
بہکا دیں) ✱ وہ تو اسی حال میں رہیں گے یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی کو موت آ موجود ہو گی تو کہے گا کہ اے رب مجھے (دنیا میں)
پھر لوٹا دے ✱ کہ جو کچھ میں چھوڑ آیا ہوں اس میں کوئی نیک کام کروں ہرگز نہیں یہ تو ایک بات ہے جس کو وہ
(مرتے وقت) زبان سے کہہ رہا ہے اور ان کے [illegible] [illegible] (جس میں وہ) [illegible]

۹۰۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے ان کے پاس حق بات پہنچا دی ہے اور وہ یقیناً جھوٹے ہیں * یہ کیا تو جھوٹے ہی
کہتے کچھ ہیں اور ان کے دل میں کچھ ہوتا ہے۔ (ضیاء القرآن)

۹۱۔ اللہ نے کوئی بچہ اختیار نہ کیا، وہ اس سے منزہ ہے کیونکہ نوع اور جنس سے پاک ہے اور اولاد
وہی ہو سکتی ہے جو ہم جنس ہو۔ اور نہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا خدا، جو الوہیت میں شریک ہو۔ یوں ہوتا
کہ ہر خدا اپنی مخلوق لے جاتا، اور اس کو دوسرے کے تحت تصرف نہ چھوڑتا، اور ضرور ایک دوسرے پر
اپنی تعلی چاہتا، اور دوسرے پر اپنی بڑائی اور اپنا غلبہ پسند کرتا کیونکہ متقابل حکومتیں اسی کی مقتضی
ہیں اس سے معلوم ہوا کہ دو خدا ہونا باطل ہے خدا ایک ہی ہے اور ہر چیز اسی کے تحت تصرف ہے۔
پاکی ہے اللہ کو ان باتوں سے جو یہ بتاتے ہیں، کہ اس کے لئے شریک اور اولاد ٹھہراتے ہیں۔ (کنز الایمان)

۹۲۔ اللہ تعالیٰ پوشیدہ و آشکارا کا جاننے والا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ بلند و برتر ہے

۹۳۔ اے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایئے اے میرے پروردگار! اگر تو مجھے دکھائے اور واقعی یہ امر وقوع پذیر ہو جائے
وہ عذاب جو جس سے ڈرانے والا ہے مشرکین کو۔ الوعد خیر و شر دونوں قسم کے وعدہ کے لئے استعمال ہوتا ہے

۹۴۔ اے میرے پروردگار! پس مجھے قوم ظالمین میں نہ بنانا۔ یعنی مجھے ان کے عذاب کا ساتھی نہ بنانا بلکہ
مجھے ان سے صحیح سالم کر کے بچا لینا۔ یہاں ظلم سے مراد شرک ہے

۹۵۔ اور ہم آپ کے ساتھ وعدہ کے مطابق عذاب بھیجنے پر قادر ہیں لیکن ہم اسے موقوف کر رہے ہیں
کہ ہمیں معلوم ہے کہ ان میں ان کی آنے والی نسلوں میں ایمان دار ہیں یا اس لئے کہ آپ ان میں موجود ہیں

۹۶۔ آپ انہیں احسن طریق سے دفع کیجئے یعنی جو حلم و درگزر سے کام لیجئے۔ السَّیِّئَۃ اس سے کفار
کا ایذا رسانی اور دکھ پہنچانا مراد ہے۔ یعنی اے محبوب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) آپ کفار کے مقابلہ میں
وہ اخلاق استعمال فرمایئے جو ہم نے آپ کو عنایت کئے ہیں آپ کے ظالمانہ رویہ کے مقابلہ میں آپ ان
کے ساتھ کریمانہ برتاؤ کریں * ہم ان کی باتوں کو خوب جانتے ہیں جن کی طرف آپ کو منسوب کرتے ہیں
کبھی ساحر کبھی شاعر کبھی سودائی کہتے ہیں۔ اس میں کفار کو وعید اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تسلی ہے (روح

۹۷۔ اور آپ دعا کیجئے اے میرے رب میں شیطانوں کے وسوسوں سے تیری پناہ چاہتا ہوں * ھمزات
زور سے دھکا دینا یعنی وسوسے ڈال کر گناہوں کی طرف لے جانا۔

۹۸۔ اور اے میرے رب میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ شیطان میرے پاس آئیں * ان
یحضرون کہ میرے پاس آئیں یعنی میری نمازوں عبادت میں اور دوسرے امور میں میرے پاس بھی آئیں
کیونکہ شیطان جب پاس آئے گا تو ضرور وسوسے بھی پیدا کرے گا۔

۹۹۔ یہاں تک کہ جب ان میں سے کسی (کافر) کے سامنے موت آ کھڑی ہوتی ہے اس وقت کہتا ہے اے میرے
رب مجھے (دنیا میں) پھر واپس بھیج دے۔ ابن جریج کی حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
فرمایا جب مومن کو (موت کے) فرشتے نظر آتے ہیں تو وہ کہتے ہیں کہ کیا ہم تجھے دنیا کی طرف لوٹا دیں مومن کہتا ہے

کیا انکار و اکرام کے قبر کی طرف (تم مجھے لوٹانا چاہتے ہو) میں اب نہیں جاتا بلکہ میں تو اللہ کے پاس جانا چاہتا ہوں اللہ کا قرب چاہتا ہے رب ارجعون۔

۱۰۰۔ تاکہ جس (دنیا) کو میں چھوڑ آیا ہوں اس میں پھر جاکر نیک کام کروں۔ ہرگز نہیں دنیا کی طرف واپسی ہرگز نہیں ہو سکتی۔ اس کی یہ اکیلے بات ہی بات ہے جس کو وہ کہے جا رہا ہے۔ اور ان لوگوں کے آگے ایک چیز آڑ ہے اس وقت تک جبکہ ان کو اٹھایا جائے گا۔ (تفسیر مظہری)

لغوی اشارے * بَلْ : بلکہ * یَصِفُوْنَ : جو وہ بیان کرتے ہیں ان کے بیان سے مضمون مصدر * تُرِیَنِّیْ : تو مجھے دکھلائے * اِدْفَعْ : تو دور کر (دفع) دفع کا تعدیہ جب الیٰ سے ہوتا تو اس کے معنی دینے کے آتے ہیں اور جب عن سے ہوتا تو اس کے معنی حفاظت اور حمایت کے ہوتے ہیں * ھَمَزٰت : لوگوں کے عیب ڈھونڈنے والا۔ چغل خور * بَرْزَخ : دو چیزوں کے درمیان کی حد، روک، حائل، عالم برزخ موت سے حشر تک کے عالم کا نام ہے۔ برزخ غالباً فارسی لفظ پردہ سے معرب کیا گیا ہے جس کے معنی آڑ کے ہیں۔ (ل ق)

مفہومات مزید * ہم نے ان کو پہنچایا حق سچ (قرآن پاک) اور البتہ وہ جھوٹے ہیں ○ مشرکین اور نصرانیوں کے عقائد و اقوال کی تردید کہ وہ رب تعالیٰ کی بیٹیاں اور بیٹا ہونے کا مستحق کہتے ہیں تو اللہ پاک کی ذات اولاد اور شریک سے منزہ ہے اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک ہے اگر کوئی شریک ہوتا تو ہر ایک اپنی مخلوق کو لے جاتا اور اپنے زور کا مظاہرہ کرے دوسرے پر غلبہ و تسلط چاہتا۔ اللہ تعالیٰ پاک و منزہ ہے ان تمام باتوں سے وہ الٰہ ہے لاشریک مالک مطلق معبود حقیقی ہے ○ وہ ہر عیاں، ظاہر وہ پوشیدہ کا جاننے والا اور بلند تر ہے مشرکین کے شرک سے ○ اے محبوب! آپ کہئے اے پروردگار جن باتوں کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے اگر ان کا ظہور میرے سامنے ہونے والا ہے تو پروردگارا مجھے اس گروہ میں شامل نہ فرما جو ظالمین کا گروہ ہے ○ رب تعالیٰ کا فرمان ہے کہ ہم بلا شبہ اس پر قادر ہیں کہ جن باتوں کا ان سے وعدہ کیا ہے یعنی آپ کو دکھا دیں ○ برائی کو بھلائی والے طریقے سے دور کریں۔ وہ جو کچھ کہتے ہیں ہم ان سے بخوبی واقف ہیں ○ اور آپ اے نبی وحی کرتے رہو اپنی امت مومنین کی تعلیم کے لئے اے رب میں پناہ مانگتا ہوں نصرت و حفاظت چاہتا ہوں شیاطین کے وسوسوں اور ورغلانے والوں سے ○ اور میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ وہ میری نماز اور دیگر امور میں سے کسی میں حاضر ہوں کیونکہ وہ جب حاضر ہوتا تو وسوسہ اندازی کرتا ○ جب موت آنے کے وقت (بندہ) جنت میں اپنا ٹھکانہ دیکھے گا کہ اگر وہ ایمان لاتا (تو وہ اس کا ٹھکانہ ہوتا) اور پھر وہ جہنم میں اپنا ٹھکانہ دیکھے گا اور اسے کہہ دیا جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے کفر کے سبب تیرے جنت کے ٹھکانے کو اس ٹھکانے سے بدل دیا ہے تو وہ بعد حسرت کہے گا اے میرے مالک! مجھے دنیا میں واپس بھیج دے ○ واضح رہے کہ برزخ سے مراد موت سے لے کر قیامت کے دن دوبارہ اٹھائے جانے کی مدت ہے

فَاِذَا نُفِخَ فِي الصُّوْرِ فَلَآ اَنْسَابَ بَيْنَهُمْ يَوْمَئِذٍ وَّلَا يَتَسَآءَلُوْنَ ١٠١
فَمَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ١٠٢ وَمَنْ خَفَّتْ
مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ١٠٣
تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ١٠٤ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى
عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ١٠٥ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا
وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ ١٠٦ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ١٠٧
قَالَ اخْسَئُوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ١٠٨ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ
رَبَّنَا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ١٠٩

تو جب صور پھونکا جائے گا تو کوئی رشتہ داریاں نہ رہیں گی ان کے درمیان اس روز اور نہ ایک دوسرے کے
متعلق پوچھ سکیں گے * البتہ جن کے پلڑے بھاری ہوں گے تو وہی لوگ کامیاب و کامران ہوں گے * اور
جن کے پلڑے ہلکے ہوں گے تو وہی لوگ ہیں جنہوں نے نقصان پہنچایا اپنے آپ کو وہ جہنم میں ہمیشہ (جلتے)
رہیں گے * بری طرح جھلس دے گی ان کے چہروں کو آگ اور وہ اس میں دانت نکالے ہوں گے
(اب منہ کیوں بسور رہے ہو) * کیا ہماری آیتیں نہیں پڑھی جاتی تھیں تمہارے سامنے اور تم انھیں
جھٹلایا کرتے تھے * (معذرت کرتے ہوئے) کہیں گے اے ہمارے رب غالب آگئی تھی ہم پر ہماری
بدبختی اور ہم گمراہ لوگ تھے * اے ہمارے مالک ! (ذرا ہمیں) نکال اس سے پھر
اگر ہم نافرمانی کی طرف رجوع کریں تو یقیناً پھر ہم ظالم ہوں گے * ارشاد ہوگا دھتکارے ہوئے
پڑے رہو اسی میں اور مت بولو میرے ساتھ * (تمہیں یاد ہے) ایک گروہ میرے بندوں میں ایسا
تھا جو عرض کیا کرتا تھا اے رب ہمارے ! ہم ایمان لے آئے ہیں سو تو بخش دے ہمیں اور رحم فرما
ہم پر اور تو سب سے بہتر رحم فرمانے والا ہے * (ض : ت ۲۳/۱۰۱ تا ۱۰۹ *)

2054

101۔ قیامت کے دن سارے رشتے ٹوٹ جائیں گے سارے تعلقات منقطع ہو جائیں گے لیکن ایک نسبت اور ایک رشتہ داری اس روز بھی باقی رہے گی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے "ہر رشتہ دنیا اور آخرت میں پیوستہ رہے گا" علامہ ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ فرماتے ہیں "مومنوں کا نسب حضور کے نسب میں داخل ہے کیونکہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب مومنوں کے باپ ہیں اور آپ کی ازواج مطہرات مومنوں کی مائیں ہیں۔ (ضیاء القرآن)

102۔ جن کی تولیں "اعمال صالحہ اور نیکیاں" بھاری ہوں گی وہی مراد کو پہنچے۔

103۔ اور جن کی تولیں ہلکی پڑیں "نیکیاں نہ ہونے کے باعث اور وہ کافر ہیں" وہی ہیں جنہوں نے اپنی جانیں گھاٹے میں ڈالیں ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔ (کنزالایمان)

104۔ ان کے چہروں کو آگ جلا ڈالے گی (کذا فی التفاسیر) اور منہ کے چہرے کو آگ جھلس جلا دے گی۔ مسلم نے حضرت جابر کی روایت سے لکھا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس امت کے کچھ لوگ دوزخ میں جائیں گے اور آگ ان کو جلا دے گی لیکن ان کے چہرے کے گھیرے کو نہیں جلائے گی پھر کچھ مدت کے بعد ان کو دوزخ سے نکال لیا جائے گا۔" اور آگ کے اندر ان کی صورتیں بگڑ جائیں گی۔ ترمذی حدیث میں آیا ہے کہ آگ اس کو بھون ڈالے گی کہ اوپر کا ہونٹ بالائی جانب کو اتنا اٹھ جائے گا کہ سر کے وسط تک پہنچ جائے گا اور نچلا ہونٹ لٹک کر ناف سے

105۔ کیا میری آیات تم کو پڑھ کر نہیں سنائی گئیں پھر تم ان کو جھوٹا قرار دیتے ہو۔

106۔ وہ کہیں گے اے ہمارے رب واقعی ہماری بدبختی نے ہم کو گھیر لیا اور بے شک ہم گمراہ لوگ تھے یعنی ہماری بدبختی نے ہم پر قابو پا لیا تھا۔ اس طرح کہ ہمارے اعمال نے ہم کو اس انجام تک پہنچا دیا ہم حق سے بھٹکے ہوئے تھے۔

107۔ اے ہمارے پروردگار ہمیں اس سے نکال دے اس کے بعد اگر ہم دوبارہ غلطی کریں تو ہم بڑے ظالم ہوں گے یعنی اپنے نفسوں پر ظلم کرنے والے حد سے تجاوز کرنے والے ہوں گے۔

108۔ اللہ تعالیٰ انتہائی قہر و جلال سے فرمائے گا جہنم میں خارش سے پڑے رہو اور ذلت و خواری تمہارا مقدر ہو چکی ہے تمہارے لئے یہاں سوال کرنے کی کوئی گنجائش نہیں رکھی گئی * اور جہنم سے نکلنے اور دنیا میں دوبارہ جانے کی بات مجھ سے مت کرو کیونکہ تمہیں ہمیشہ کے لئے جہنم میں رکھا جائے گا۔

109۔ یہ تو جملہ دعا مذکورہ کی تفصیل ہے یعنی شان یہ ہے میرے بندوں میں ایک گروہ تھا یعنی اہل ایمان دنیا میں کہتے تھے اے ہمارے پروردگار ہم نے تیری اور تیرے پاس سے آئے ہوئے جملہ احکام کی تصدیق کی ہمارے گناہ بخش دے اور ہمارے حال پر رحم فرما اور ہمیں اپنی نعمتوں سے نواز۔ منجملہ ان کے بہشت کا دخول اور جہنم سے نجات بھی۔ تو خیر الراحمین ہے اس لئے تیری رحمت تمام رحمتوں کا سرچشمہ ہے (روح البیان)

لغوی اشارے * **نُفِخَ** : پھونکا گیا یعنی یقینی طور پر پھونکا جائے گا * **صُور** : صور، نرسنگا * **انساب** : قرابتیں، رشتے، لفظ نسب کی جمع ماں باپ یا دونوں میں سے کسی ایک کی طرف سے قرابت میں اشتراک کا نام نسب ہے اس کی دو قسمیں ہیں ایک نسب بالطول یعنی باپ بیٹوں کی شرکت قرابت دوسرے نسب بالعرض

جیسے کھانڑی اور چابوں کا رشتہ باہمی * تَلْقَفُ : وہ جلدی نگلتی ہے * غَلَبَت : غالب آ گئی (لغات القرآن)

معلومات مزید * اللہ نے صور کو بلور کی طرح جھلکتے ہوئے سفید موتی سے بنایا ہے پھر عرش سے فرمایا صور کو پکڑ لے فوراً صور عرش سے لٹک گیا پھر اللہ نے فرمایا ہو جا۔ فوراً اسرافیلؑ پیدا ہو گئے۔ اللہ نے اسرافیل کو صور لے لینے کا حکم دیا۔ اسرافیلؑ نے صور کو پکڑ لیا۔ تفسیر مظہری میں سورہ انعام کی تفسیر میں لکھا ہے کہ صور میں ہر پیدا شدہ روح اور موجود کردہ جان کی گنتی کے برابر سوراخ ہیں۔ روحیں ان سوراخوں سے نکلیں گی۔ صور کے وسط میں اتنا بڑا دائرہ ہے جیسے آسمان زمین کا گول گھیرا۔ اسرافیل اس دہانہ پر اپنا منہ رکھے ہوئے ہیں۔ پھر اللہ نے اسرافیل سے فرمایا میں نے صور پھونکنے اور چیخ مارنے کا کام تیرے سپرد کر دیا ہے۔ چنانچہ اسرافیل نے عرش کے اگلے حصے میں داخل ہو کر دایاں پاؤں عرش کے نیچے داخل کر کے بایاں پاؤں آگے بڑھا رکھا ہے اور جب سے اللہ نے پیدا کیا ہے کبھی پلک نہیں ماری حکم کا انتظار کر رہے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ مجھے کیسے چین ہو صور والا تو سینگ منہ میں دبائے پیشانی جھکائے اور کان لگائے تیار ہے کہ کب اس کو حکم ملے۔ یہ سن کر صحابہ بہت متاثر ہوئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہو حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ * وہ دو فرشتے صور پھونکنا جن کی ذمہ داری ہے ان کے ہاتھوں میں دو سینگ ہیں وہ اسی انتظار میں رہتے ہیں کہ انہیں کب اس کا حکم دیا جاتا ہے۔ چند احادیث اس امر پر دلالت کرتی ہیں کہ صور پھونکنے والے دو فرشتے ہیں جن کے پاس دو سینگ ہیں۔ طبرانی نے سند حسن کے ساتھ کعب احبار سے ایک حدیث نقل کی ہے کہ صور پھونکنے والا اپنا ایک گھٹنا زمین پر ٹکائے ہوئے اور دوسرا کھڑا کئے ہوئے ہے اور صور پر منہ رکھے ہوئے اپنی پشت کو جھکائے ہوئے ہے۔ اسے حکم دیا گیا ہے کہ جب وہ اسرافیل کو دیکھے کہ اس نے پروں کو ملا دیا ہے تو یہ صور پھونک دے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ کعب کی روایت کی مثل میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے حدیث سنی۔ ابن حجر نے کہا کہ یہ حدیث اس امر پر دلالت کرتی ہے کہ صور پھونکنے والا حضرت اسرافیل کے علاوہ کوئی اور فرشتہ ہے اسے یہ حکم دیا گیا ہے کہ جب وہ حضرت اسرافیلؑ کو دیکھے کہ ان کے پر آپس میں ملے ہوئے ہیں تو وہ صور پھونک دے پھر حضرت اسرافیلؑ دوبارہ اٹھائے جانے کے لئے صور پھونکیں گے۔ واللہ اعلم

فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝ ۱۱۰
اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا ۙ اَنَّهُمْ هُمُ الْفَاۗىِٕزُوْنَ ۝ ۱۱۱ قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَ
عَدَدَ سِنِيْنَ ۝ ۱۱۲ قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔـلِ الْعَاۗدِّيْنَ ۝ ۱۱۳ قٰلَ اِنْ
لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ ۱۱۴ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ
عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ ۱۱۵ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ
اِلَّا هُوَ ۚ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝ ۱۱۶ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰـهًا اٰخَرَ ۙ لَا
بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ ۱۱۷
وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ ۱۱۸ ع

تو تم نے انہیں ٹھٹھا بنا لیا یہاں تک کہ انہیں بنانے کے شغل میں میری یاد بھول گئے اور تم ان سے ہنسا کرتے
بے شک آج میں نے ان کے صبر کا انہیں یہ بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہیں ✶ فرمایا تم زمین میں کتنا ٹھہرے
برسوں کی گنتی سے ✶ بولے ہم ایک دن رہے یا دن کا حصہ تو گننے والوں سے دریافت فرما ✶ فرمایا
تم نہ ٹھہرے مگر تھوڑا اگر تمہیں علم ہوتا ✶ تو کیا یہ سمجھتے ہو کہ ہم نے تمہیں بیکار بنایا اور تمہیں ہماری
طرف پھرنا نہیں ✶ تو بہت بلندی والا ہے اللہ سچا بادشاہ کوئی معبود نہیں سوا اس کے عزت
والے عرش کا مالک ✶ اور جو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے خدا کو پوجے جس کی اس کے پاس کوئی سند
نہیں تو اس کا حساب اس کے رب کے یہاں ہے بے شک کافروں کا چھٹکارا نہیں۔ اور تم عرض
کرو اے میرے رب بخش دے اور رحم فرما اور تو سب سے برتر رحم کرنے والا ✶
(۲۳/۱۱۰ تا ۱۱۸ ✶ ت : ک)

۱۱۰۔ تم نے ان کا مذاق اڑانا شروع کر دیا حتی کہ اس شغل نے تمہیں غافل کر دیا میری یاد سے اور تم ان پر قہقہے
لگایا کرتے تھے ✶ بہر حال ہر شخص اور تفسیر کے مطابق سخریًّا مصدر ہے اور اس میں مبالغہ کے یا نسبت کا

افسانہ کہا گیا اور معنوی لحاظ سے یہاں استہزاء اور تمسخر مراد ہے۔ ضحک (ہنسنا) استہزاء ہی کا مرتبہ ہوتا ہے
کہ آیات الٰہی اور غلام بلانے پر* مقاتل نے کہا ہے کہ یہ آیت حضرات عمار، صہیب اور سلمان رضی اللہ عنہم اور دیگر
فقراء صحابہ کرام کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیونکہ کفار قریش ان کا ساتھ استہزاء کرتے تھے۔

۱۱۱۔ ان لوگوں نے تمہاری اذیت رسانی اور استہزاء کرنے پر جس صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا میں نے آج انہیں اس کا بدلہ دے دیا۔ (ذرا دیکھو) وہی مراد کو پانے والے ہیں نہ کہ تم (تفسیر مظہری)

۱۱۲۔ اللہ تعالیٰ ان سے پوچھے گا کہ تم دنیا میں کتنے سال ٹھہرے

۱۱۳۔ وہ جواب دیں گے ہم ٹھہرے تھے بس ایک دن یا دن کا کچھ حصہ آپ پوچھ لیں سال گننے والوں سے۔

۱۱۴۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نہیں ٹھہرے مگر تھوڑا عرصہ کاش! تم اس (حقیقت) کو (پہلے ہی) جان لیتے۔

ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "جب اللہ تعالیٰ جنتیوں کو جنت میں اور دوزخیوں کو دوزخ میں داخل کر دے گا تو فرمائے گا۔ اے جنتیو! تم دنیا میں کتنے سال ٹھہرے۔ وہ جواب دیں گے کہ ہم ایک دن یا دن کا کچھ حصہ ٹھہرے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ پھر تو تم بہت اچھے رہے تم نے ایک آدھ دن میں میری رحمت، میری رضا اور میری جنت کو حاصل کر لیا۔ اب اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہو۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ اے دوزخیو! تم دنیا میں کتنا عرصہ ٹھہرے وہ کہیں گے کہ ایک آدھ دن۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ تم بہت برے رہے کہ تم نے ایک آدھ دن میں مجھے ناراض کر کے جہنم خرید لیا۔ اب اسی میں ہمیشہ ہمیشہ رہو* (تفسیر ابن کثیر ت: کرم شاہ)

۱۱۵۔ یہاں سے ایک سلسلہ آیات کا شروع فرمایا ہے اور اس میں قیامت قائم ہونے پر دلائل عقلی ذکر فرمائے ہیں کہ اگر قیامت قائم نہ ہو تو نیک و بد کو کامل جزا و سزا نہ ملے پھر نہ نیکی مطلوب ہو اور نہ بدی سے نفرت ہو جس سے لازم آوے کہ انسان عبث پیدا کیا گیا ہے اس پر کوئی مطالبہ الٰہی نہیں۔ اسی لئے فرماتا ہے کہ کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ ہم نے تم کو بے کار پیدا کیا ہے اور یہ کہ تم پھر ہمارے پاس نہ آؤ گے۔

۱۱۶۔ اللہ اس بات سے پاک ہے کہ وہ عبث پیدا کرے مگر اس سے یہ بھی نہ سمجھ لو کہ وہ ہمارا حاجت مند ہے۔ وہ بادشاہ بے نیاز ہے اس کی بادشاہی ثابت اور قائم ہے کبھی زائل نہ ہوگی لا الٰہ الا ھو وہ اکیلا ہے اور وہ بادشاہ عرش یعنی تخت کریم ذی عزت کا مالک ہے۔ (تفسیر حقانی)

۱۱۷۔ وہ (جو) عبادت کرتا ہے اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی دوسرے کی اتفاقاً یا اشتراکاً۔ غیر کی عبادت والے کی اللہ تعالیٰ کے سوا کی پرستش کی کوئی دلیل نہیں۔ معبودان باطلہ کی پرستش پر کوئی حجت نہیں کیونکہ باطل معبود پر کوئی ایسی دلیل نہیں ہوتی جس پر کوئی تاکید ہو تاکہ اس پر کسی حکم کو مرتب کیا جا سکے۔ بے شک اس کا حساب اس کے رب کے پاس ہے اس کو اس کے استحقاق کے مطابق سزا ملے گی یہ من شرطیہ کا جواب ہے۔ بے شک کافروں کو فلاح نصیب نہیں ہوتی یعنی وہ برے عذاب اور مصیبت دن سے نجات نہیں پا سکیں گے۔

۱۱۸۔ اور فرمائیے اے میرے رب تو مجھے بخش دے اور میرے حال پر رحم فرما۔ یہاں استغفار اور

رحم کی درخواست کا حکم فرمایا ہے تاکہ یہ معلوم ہو کہ یہ دین کے اہم امور سے ہے * اور تو خیر الراحمین ہے۔ ف
اس میں اشارہ ہے کہ ہر راحم کی رحمت میں تغیر و تبدل کا احتمال ہے کیونکہ وہ کسی پر رحم کرنے کے بعد کبھی اپنے
تشدد کا نشانہ بنا سکتا ہے بخلاف اللہ تعالیٰ کے کہ وہ جس پر رحم کرتا ہے تو پھر اسے اپنے عذاب میں مبتلا
نہیں کرتا اس لئے کہ اس کی رحمت ازلیہ ہے اس میں تغیر و تبدل کا احتمال نہیں۔ (روح البیان)

لغوی اشارے * اَنۡسَوۡکُمۡ : انہوں نے تم کو بھلا دیا * تَضۡحَکُوۡنَ : تم ہنستے ہو، تم ہنسی کرتے ہو (تشریح)
ضحک سے جس کے معنی ہنسنے کے ہیں * فَآئِزُوۡنَ : کامیاب، انتہائی مقصود پانے والے * لَبِثَ : وہ
وہ ٹھہرا رہا۔ لَبِثۡتُمۡ : تو رہا، تو رہتا رہا، تو ٹھہرا رہا * حَسِبۡتُمۡ : تم نے گمان کیا، تم نے جانا * یَدۡعُ
: دعوۃ سے وہ بلاتا ہے وہ پکارتا ہے، بلانے کا، پکارنے کا، دعا کرتا ہے * بُرۡهَانَ : دلیل، بیان، حجت
برہان اس دلیل کو کہتے ہیں جو تمام دلائل میں زوردار ہو اور ہمیشہ ہر حال میں صدق کی مقتضی ہو۔ (لغات القرآن)

تشریحات مزید * تم نے ان لوگوں کی دعا اور نماز اور عبادت پر مذاق اڑاتے ہو یہاں تک کہ اس ہنسی مذاق کے سبب
یاد الٰہی سے غافل ہوتے گئے تم ان سے تمسخر کرتے رہے * آج کے دن دیکھو ان کے صبر و تحمل کا کیا ہم نے صلہ دیا کہ
وہ اپنی مراد کو پہنچ گئے۔ یعنی انہیں نعمت جنت سے مالا مال کر دیا گیا ہے * اللہ تعالیٰ فرماتا تھا اے مجرمو ان سے
پوچھے گا کہ بتلاؤ تم دنیا میں کتنے برس رہے ہو گے * وہ جواب میں کہیں گے ہم تو ایک دن یا ایک دن کا
کچھ حصہ رہے ہوں گے۔ یہ حساب دان (ملائکہ) سے دریافت کر لیا جائے۔ (دنیا کی ساری مدت آخرت
کے ایک دن کے برابر ہے اور آدمی کی عمر تو آخرت کے ایک دن سے بھی کم ہے) * اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے تم بے شک
تھوڑا ہی رہے اگر تم جانتے ہوتے (اگر تم کو دنیا میں رہنے کی مدت معلوم ہو جاتی تو تم سمجھ لیتے کہ ہم دنیا میں بہت
کم رہے) * تو کیا تم نے یہ سمجھ لیا ہے کہ تم کو بے مقصد پیدا کیا گیا ہے اور تم ہمارے پاس لوٹ کر نہ
آؤ گے * بلند و برتر ہے عالی شان والا ہے خالق کائنات اللہ تعالیٰ جو سچا فرمانروا بادشاہ ہے بھلا اس کے
کام کیسے بے فائدہ ہو سکتے ہیں اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور وہی عرش کریم والا مالک و مختار ہے * جو
کوئی اللہ تعالیٰ پر ایمان لا کر کسی اور کو ملا دے کہ جس کی کوئی دلیل اس کے پاس نہیں تو اللہ کے پاس اس کو
جواب دہ ہونا ہی ہے بے شک کافر نجات نہ پا سکیں گے نہ ان کے لئے فلاح ہے نہ ان کا بھلا ہو اور نہ ان کی
مراد پوری ہو گی * اور آپ سے فرمایا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) دعا کیجئے میرے مالک مجھے بخش دے
اور رحم فرما اور تو سب رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم فرمانے والا ہے۔